پیامِ عمل لاہور

RekhtaDownload.com
www.khwajalateefansari.com

حسینی فنڈ

میں

عطیہ مرحمت فرما کر مرسلہ رقم سے دوچند قیمت کا لٹریچر اُردو۔ انگریزی۔ گجراتی۔ بنگالی۔ پشتو۔ سندھی اور عربی جس زبان میں بھی مطلوب ہو (بعد منہائی اخراجات ڈاک) مجالسِ محرم سے قبل حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عاشقانِ حسین علیہ السلام سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر کربلا کی عظیم قربانیوں کی اس کے اسباب و علل کے ساتھ نشر و اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ آج بھی حسینیت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں ہو رہی ہیں ان کا دفاع ہمارا دینی فریضہ ہے۔

یقیناً اس علمی نصرت کا اجر اُن کو معصومۂ عالمؑ ہی درگاہِ احدیت سے دلوائیں گی۔

منیجنگ ٹرسٹی:۔ — الداعی الی الخیر —

پوسٹ بکس ۴۸۵

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ بھارت نگر اکرم روڈ لاہور

www.khwajalateefansari.com

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، اچھی باتوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے (آلِ عمران)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ "پیامِ عمل" لاہور

جلد ۱ | ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ / اپریل ۱۹۶۶ء | شمارہ ۲

ادارۂ تحریر:-
خواجہ محمد لطیف انصاری
پروفیسر محمد صادق قریشی
وحید الحسن ہاشمی
افسر عباس زیدی
صفدر جعفری

بدل اشتراک

ممبران خصوصی ... پانچ روپے سالانہ
معاونین خصوصی ... دس روپے سالانہ
مربی ... یکصد روپیہ یکمشت یا دس روپے ماہوار
سرپرست ... پانچسو روپے یکمشت یا پچیس روپے ماہوار
فی پرچہ ... ۱۹ پیسے

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ
پاک نگر اکرم روڈ لاہور

ترتیب

۱- ادار یہ		۴
۲- محفل		۸
۳- تفسیرِ قرآن	علامہ علی نقی النقوی مدظلہ	۹
۴- شہیدانِ کربلا کی شہادت حقیقت کی روشنی میں	سید دلائت علی صاحب نقوی	۱۱
۵- شہیدِ اعظم کی یادگاریں	سید رضا قاسم مختار صاحب	۱۷
۶- گریہ و بکا	ایک نقاد کے قلم سے	۲۰
۷- اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ	سید نذیر حسین صاحب بخاری	۲۲
۸- تولائے حسینؑ	فیض محمد گوہر جعفری	۲۳
۹- نوحہ	قہر جالندھری ایم-اے	۲۵
۱۰- قطعات	وحید الحسن ہاشمی	۲۶
۱۱- سالانہ رپورٹ ۱۹۶۵ء	مینجنگ ٹرسٹی	۲۷
۱۲- اطلاعات	ادارہ	۳۹
۱۳- اشتہارات		

اداریہ

حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

آج سے ٹھیک ۱۳ سو چھبیس سال قبل نواسۂ رسول سیدالشہدا سیدنا امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے لق و دق صحرا میں اپنی اور اپنے جگر پاروں، اعزہ و اصحاب کی قربانیاں پیش کرکے حق و صداقت کے علم کو رہتی دنیا تک سربلند و قائم کر دیا۔ کون جانتا تھا کہ یہ آواز جو سیدالشہداءؑ نے بلند کی تھی صدا بصحرا ہو کر رہ جائے گی یا دنیا کے گمنام گوشے میں چھپ جائیگی۔

کربلا کی عظیم قربانی نے یہ ثابت کر دیا کہ شہدائے راہِ خدا کا خون کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

آج حسینِ مظلوم کا نام علمبردارِ آزادی و حریت اور حق و صداقت کی حیثیت سے دنیا کے ہر انسان کی زبان پر ہے۔ نہ صرف اپنے ہی انھیں خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں بلکہ بیگانے بھی ان کے کارہائے نمایاں کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

امام حسین علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ مسلمان کا سر کٹ سکتا ہے، عزیز و اقارب ذبح کیے جا سکتے ہیں ان کی لاشیں ٹکڑے ٹکڑے کرکے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہو سکتی ہیں ان کے سر کاٹ کر نیزوں پر سوار کرکے جلوس کی شکل میں شہر بشہر پھرائے جا سکتے ہیں عصمت سراؤں میں بسنے والی بی بیاں قیدی بنا کر بے مقنع و چادر بازاروں اور درباروں میں پھرائی جا سکتی ہیں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن اس کا سر غیر خدا کے آگے نہیں جھک سکتا۔ باطل کی تمام تر قوتیں مجتمع ہو کر بھی مردِ مومن کو اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کر سکتیں ؎

ماسوا اللہ را مسلماں بندہ نیست
پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست
اقبال

کربلا کی سرزمین کا ذرہ ذرہ زبانِ حال سے شہیدوں کی دل خراش داستانیں سنا رہا ہے آج ہر حق پسند انسان کربلا کی طرف نگاہ کرکے بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ؎

اے چراغِ دودمانِ مصطفےٰ کی خوابگاہ، تیری جانب اٹھ رہی ہے اب بھی یزداں کی نگاہ
تیرے خار و خس میں تابندہ ہے خونِ بے گناہ، آ رہی ہے ذرے ذرے سے صدائے لا الٰہ

کربلا تو آج بھی قائم ہے اپنی بات پر
حرا اب بھی سجدہ کرتا ہے ترے ذرات پر
جوش

حقیقت یہ ہے کہ اس امامِ عاشقاں نے ہمیں لا الٰہ کا صحیح مفہوم بتایا۔ یہ وہ کلمۂ طیبہ ہے کہ جسے زبان پر جاری کر لینے کے بعد انسان کفر کی نجاست سے نکل کر پاک و طاہر ہو جاتا ہے اس کلمہ کے ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ کھانا پینا اور معاشرت ناجائز ہے لیکن جوں ہی یہ کلمہ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اسلام کی

اس عالمگیر برادری کا ایک ایسا رکن بن جاتا ہے جس میں کالے گورے امیر غریب ادنیٰ و اعلیٰ کا امتیاز باقی نہیں رہتا جہاں حقیقی بھائیوں کی طرح "کل مومنون اخوۃ" کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ یعنی اس کلمۂ طیبہ سے اس کی گویا کایا پلٹ جاتی ہے۔ حضور رسالتمآبؐ نے دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا "قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا" "لا الٰہ الا اللہ کہو اور فلاح حاصل کرو"۔ حدیث قدسی میں ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہوا اس پر جنت واجب ہو گئی۔ مقام غور یہ ہے کہ کیا صرف زبان سے اقرار کرنا ہی کافی ہے یا اس کے ساتھ کچھ اور شرائط بھی ہیں۔ امام رضا علیہ السلام نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے کہا تھا "بشرطہا و شروطہا" (یعنی اس کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ہیں)

چنانچہ جب حضور رسالتمآبؐ نے یہ کلمۂ طیبہ لوگوں کے سامنے پیش کیا اور انھیں قبول کرنے کی دعوت دی تو مومنین نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے بھی اس کی تائید کی۔ منافقین نے بھی زبان سے اقرار کیا لیکن دل سے مخالفت کی۔ کفارِ مکہ نے اس کلمے کی سخت مزاحمت کی اگر محض زبان سے اقرار ہی کافی ہوتا تو ۳۶۰ خداؤں کے ماننے والے محمدؐ کے خدا کا بھی اقرار کر لیتے لیکن وہ خوب سمجھتے تھے کہ محض زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں۔ اس کلمے کا اقرار انھیں مجبور کو دے گا کہ وہ سوائے اللہ کے کسی اور ہستی کی اطاعت نہ کریں۔ اب رسولؐ کے لائے ہوئے پیغام کا ایک ایک حرف واجب الاطاعت ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر اس کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔

سرکارِ رسالتؐ کی تمام عمر اسی آخرالذکر گروہ کے استیصال میں صرف ہوئی۔ اور آپ نے تمام عمر کفار سے جنگیں لڑیں۔ چنانچہ بدر و احد و خندق وغیرہ کے معرکے کفر و اسلام کی جنگ کی ہی یادگار ہیں۔ آخر کار شیرِ خدا علی مرتضیٰؑ کی شمشیر باطل شکن نے جنگِ خندق میں عمرو بن عبدوُد کے سر پر جو ضرب کاری لگائی اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کفر کو سرنگوں کر دیا۔ چنانچہ زبانِ وحی ترجمان نے اس ضرب کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ "علیؑ کی آج کی ضرب دوجہان کی عبادت سے افضل ہے۔ کیونکہ یہی ضرب بقولِ رسالتمآبؐ کلِ ایمان کی طرف سے کلِ کفر کے سر پر تھی"۔ چنانچہ کفر کی طاقت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی اور اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ مگر آپ کو اتنا موقعہ نہ ملا کہ وہ فتنۂ منافقین کا بھی سدِباب کرتے۔

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے کبھی خاموش رہ کر اور کبھی تلوار کے ذریعے سے منافقت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

حضرت امام حسنؑ نے صلح کے ذریعے سے منافقین کی اصلاح کی کوششیں کیں اس کے باوجود نفاق اندر ہی اندر بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ نفاق خلافتِ رسول کا تاج پہن کر یزید کی شخصیت میں تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے کو دنیوی بادشاہ کے ساتھ ساتھ خلافتِ الٰہیہ کا بھی حقدار سمجھا۔ امام حسینؑ اسی موقع کی تاک میں تھے۔ وہ مجسمۂ نفاق کی بڑھتی ہوئی امنگوں اور پھیلتی ہوئی تمناؤں کو دیکھ رہے تھے۔ یزید کا مقصد یہ تھا کہ ایمان کی اس آخری شمع کو بھی گل کر دیا جائے۔ اس کے برعکس امام حسینؑ یہ چاہتے تھے کہ یزید جو امیر المسلمین کا فرضی تاج پہنے ہوئے ہے

ایسا بے نقاب کر دیا جائے کہ آنے والی نسلیں ہر بادشاہِ وقت کو جائز خلیفہ سمجھ کر اُس کی اطاعت میں فرائضِ الٰہی کو ترک نہ کر دیں۔

چنانچہ امام حسینؑ نے ایک دوراندیش انسان کی طرح عین اس وقت جب کفر و نفاق کی تاریکیاں ہر چہار طرف چھا رہی تھیں ایک مختصر سا لشکر ترتیب دیا۔ واقعات بتاتے ہیں کہ امام حسینؑ نے نفاق سے آخری جنگ کرنے کے لیے کس قدر احتیاط سے اور پھونک پھونک کر قدم رکھا تا کہ دنیا روحانیت کی اس جنگ کو مادی جنگ نہ سمجھ لے۔

مادی جنگوں میں فتح سے ہمکنار ہونے کے لیے فوج، روپیہ اور رسد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن امام حسینؑ نے ان تینوں چیزوں سے کنارہ کشی کی۔ فوجی طاقت بڑھانے کی بجائے جناب مسلم بن عقیل کو سفیر بنا کر کوفے روانہ کر دیا جہاں انھیں نہایت بیدردی سے شہید کر دیا گیا۔ محمد حنفیہ کو جو کہ اشجع عرب تھے مدینے میں چھوڑا۔ جناب عباسؑ کو آخر دم تک جنگ کی اجازت نہ دی۔ اور بھیجا بھی تو اس لیے کہ وہ ننھے ننھے بچوں کے لیے پانی کی کوئی سبیل پیدا کریں۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ جو اسلام کے زبردست مرکز تھے۔ کسی جگہ بھی لوگوں کو اپنی نصرت کی دعوت نہ دی۔ حالانکہ اگر مدینۃ الرسول میں امام حسینؑ عامۃ المسلمین کو اپنی مدد کے لیے دعوت دیتے تو وہ صحابہ جنھوں نے امام حسینؑ کی فضیلت میں احادیث اپنے کانوں سے سنی تھیں اور جنھوں نے خود رسولؐ کی محبت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی ضرور آپ کی امداد کے لیے کھڑے ہو جاتے اور دس بیس ہزار کا لشکر جرار جمع ہو جاتا یا اگر آپ مکہ مکرمہ میں جہاں سے آپ حج سے صرف ایک دن پہلے نکلے تھے۔ اور جہاں موسمِ حج میں لاکھوں فرزندانِ توحید موجود تھے۔ اگر آپ وہاں صدائے استغاثہ بلند فرماتے تو کم از کم ایک لاکھ تلواریں آپ کی نصرت کے لیے آپ کے گرد جمع ہو جاتیں۔

جہاں تک مالی پوزیشن کا تعلق ہے آپ نے دوسری محرم کو قبیلۂ بنی اسد سے ساٹھ ہزار درہم کی اپنی قبروں کے لیے زمین خرید کر کے اپنی رقم کا ایک معتد بہ حصہ خرچ کر دیا تھا۔

سامانِ رسد کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہ کیا، بلکہ اپنے جمع شدہ ذخیرۂ آب میں سے اپنے دشمن یعنی حرؑ کی فوج کو سیراب کر کے یہ دکھا دیا کہ حسینؑ جس جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں وہ روحانیت کی جنگ ہے۔

ملک گیری مقصدش بودے اگر
با چنیں ساماں چرا کردے سفر

حسینؑ تو دنیا کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ خدا کے بندے صرف خدا کا حکم مانتے ہیں وہ ایسے خود ساختہ امیر المومنین کی اطاعت کو شرک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حسینؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ یزید نے دمشق میں قیدی سیدانیوں اور شہدائے کربلا کے سر دیکھ کر اپنے نفاق کا یہ کہہ کر اعلان کر دیا کہ (معاذ اللہ) محمدؐ نے تو ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ نہ ان پر کوئی وحی نازل ہوئی تھی نہ جبرئیلؑ آئے تھے۔

یزید نے بزعمِ خود یہ سمجھ لیا تھا کہ اس نے حسینؑ کو شہید کر کے شمعِ ایمان ہی کو بجھا دیا۔ لیکن اسیرانِ آلِ عباؑ

نے بھرے دربار میں یزید کو بتایا کہ اس نے جو نفاق کی شمع اپنے فانوسِ دل میں جلائی تھی اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بجھ گئی اور اسلام سرخرو ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندۂ جاوید ہو گیا ؎

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مادی نقطۂ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کربلا کے میدان میں یزید کو فتح ہوئی اور حسینؑ کو شکست ہوئی لیکن دنیا کی کسی زبان میں فتح کے معنی قتل کر دینا اور شکست کے معنی قتل ہو جانا پایا نہیں جاتا بلکہ اصلی فاتح وہ ہے جو اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔ اور مفتوح وہ ہے جو اپنے مقصد میں شکست کھا جائے۔ یزید کا مقصد تھا کہ قبلِ اسلام کی مادہ پرستی لوٹ آئے حسینؑ روحانیت کا سر بلند رکھنا چاہتے تھے۔ یزید اسلامی امتیازات مٹانا چاہتا تھا۔ حسینؑ اسلامی خصوصیات کی بقا قائم رکھنا چاہتے تھے۔

کربلا کی جنگ میں یہی وہ مقاصد تھے جنھیں حسینؑ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے تو علامہ اقبال نے درج الفاظ میں فرمایا:۔

تیغ لا چوں از میاں بیروں کشید ٭ از رگِ اربابِ باطل خوں کشید
نقشِ الا اللہ بر صحرا نوشت ٭ سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت
بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است ٭ پس بنائے لا الہ گردیدہ است

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے ارشاد فرمایا:۔

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ ٭ دیں ہست حسینؑ دیں پناہ ہست حسینؑ
سر داد نداد دست در دستِ یزید ٭ حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

کارے کہ حسینؑ اختیار کردی ٭ در گلشنِ مصطفےٰ بہار کردی
از ہیچ پیمبرے نہ آمد ایں کار ٭ واللہ کہ اے حسینؑ کارے کردی

"جو کام امام حسینؑ نے اختیار کیا اس سے رسولؐ کے گلشن میں بہار آ گئی۔ سچ پوچھو تو کسی پیمبرؑ نے ایسا کام نہ کیا، اے حسینؑ! تو نے وہ کام کیا جسے حقیقت میں کام کہا جا سکتا ہے۔"

یزید نے امام مظلومؑ پر جو ظلم و ستم ڈھائے اس کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ آپ کے عبرتناک انجام کو دیکھ کر پھر کسی کی ہمت نہ ہو گی کہ وہ بادشاہت کے خلاف لب کشائی کی ہمت و جرأت کر سکے گا۔ لیکن تین ہی دن بعد ابنِ زیاد کے بھرے دربار میں زید ابن ارقم نے جس بیباکی اور ہمت و جرأت کا مظاہرہ کیا وہ آج تک تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے اور پھر اسیرانِ آلِ عباؑ نے برسرِ دربار فتح یزید کی وہ دھجیاں اڑائیں کہ آج تک ؏ "نامِ یزید داخلِ دشنام ہو گیا"

دنیا یہ سمجھتی ہے کہ واقعۂ کربلا کے بعد حسینی مشن کا کام ختم ہو گیا۔ لیکن نہیں، جب تک دنیا میں جابر بادشاہوں کا نظام قائم ہے جب تک ماسوا اللہ کے احکام کی اطاعت جاری ہے، جب تک حق و انصاف کا گلا گھونٹا جاتا ہے جب تک ظلم و استبداد کی ایک بھی رمق باقی ہے جب تک ملوکیت اور غلامی کے امتیازات قائم ہیں۔ جب تک مسلمانوں کی زبانوں پر پہرے پڑے ہیں، حسینؑ کا مشن زندہ ہے اور اس کے کارنامے مشعلِ ہدایت کا کام دیتے رہیں گے ٭

RekhtaDownload.com www.khwajalateefansari.com

محفل

محترمی! السلام علیکم۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کی ارسال کردہ فہرستِ کتب موصول ہو گئی ہیں اور فروری کا شمارہ بھی۔ اپنا ممبری نمبر بھی معلوم ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں میں آپکا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے پُرخلوص جذبات کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے بھی اس تبلیغی مشن میں حصہ لینے کا موقع دیا۔

یہ ایک حقیقی امر ہے کہ ہر شمارہ پچھلے شماروں سے بڑھ چڑھ کر اپنی گوناگوں دلچسپیوں کا حامل ہے اور اس کے لیے آپکا ادارہ شکریہ کا مستحق ہے کہ نئے نئے علماء دین کے مضامین اور نظمیں یکجا کر کے سلیقے سے محبانِ اہل بیتؑ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

والد صاحب چونکہ ذاکرِ آلِ محمدؐ ہیں اس لیے ان کو مجالس پڑھنے کے لیے شماروں سے اتنا مواد مل جاتا ہے کہ ہر جمعرات کی شب مجلس بڑی کامیاب ہوتی ہے۔ میرا بی۔اے کا آخری سال ہے اس لیے ساری توجہ اسی طرف مبذول ہے لیکن پھر بھی اپنے محبوب پرچے کے لیے وقت نکال ہی لیتا ہوں مارچ کے شمارے کے لیے بے چینی سے انتظار کروں گا۔ حالانکہ یہ جانتا ہوں کہ ابھی کافی دن ہیں خدا کرے کہ آپ پنجتن پاکؑ کے صدقے میں اس ادارے کو اور بھی کامیابی سے چلا سکیں کیونکہ اس موجودہ میں ایسے تبلیغی مشن کی اشد ضرورت ہے۔ دیگر کتب کے لیے عنقریب رقم ارسال کروں گا۔

(سید قیصر حسین رضوی، کراچی)

مدیر محترم! السلام مسنون

امید کہ آپ بہر نوع بخیریت ہوں گے۔ میں ایک سال سے "پیامِ عمل" کا مطالعہ کر رہا ہوں اس کے مضامین اور نظمیں قابلِ مطالعہ ہوتی ہیں۔ رسالہ صوری و معنوی لحاظ سے لائق توجہ ہے اگر اس کی تدوین و ترتیب پر مزید توجہ دی گئی، تو انشاء اللہ قلیل مدت میں یہ معیاری رسائل کی فہرست میں امتیازی مقام حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات میں ازدیاد فرمائے۔ (جلیس ترمذی، شیخوپورہ)

گرامی قدر! السلام علیکم

"پیامِ عمل" کو بڑے انہماک اور شوق سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔ صرف ایک شکایت عرصہ سے باقی چلی آ رہی ہے کہ اسکی ضخامت میں اضافہ کی بجائے بعض اوقات کافی کمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ امید ہے کہ جناب اس کی ضخامت پر ضرور توجہ فرماتے رہیں گے۔ "پیامِ عمل" ایسے ہمارے کی حیثیت بڑی مسلمہ ہے لہٰذا اس میں نثر اور نظم بکثرت موجود ہونی چاہئیں۔ (فیض محمد گوہر جعفری گڑھ مہاراجہ)

(دو روپے سالانہ چندہ میں اتنی ضخامت ہی ممکن ہے۔ مینیجنگ مدیر امامیہ مشن پاکستان)

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مدظلہ العالی

تفسیرِ قرآن

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

"اور جب ہم نے تمھارے ذریعے سے دریا میں شگاف دے دیا، اس طرح تمھیں چھٹکارا دلایا اور فرعون والوں کو ڈبو دیا اس حالت میں کہ تم دیکھ رہے تھے۔"

فرعونی حکومت کے مظالم سے نجات دلانے کے لیے خالق کے حکم سے موسیٰ اسرائیلیوں کو لے کر مصر کی سرزمین سے نکلے کہ اپنے آبائی وطن شام و فلسطین کی طرف روانہ ہو جائیں۔ فرعون نے اپنی فوج کو ساتھ لے کر ان کا تعاقب کیا وہ لوگ اتفاق سے شب کی تاریکی میں راستہ بھول کر دریا کے قریب پہنچ گئے تھے کہ پسِ پشت سے فرعونی لشکر آ گیا۔ طبعاً یہ لوگ پریشان ہوئے۔ آگے دریا اور پیچھے دشمنوں کی فوج، وحیٔ خداوندی سے موسیٰ نے تمام قوم کو حکم دیا کہ وہ بلا تامل دریا کی طرف قدم آگے بڑھائیں۔ ان کے بڑھنے کے ساتھ ہی دریا کا پانی بیچ سے پھٹ گیا۔ اس کی بڑی بڑی موجیں ادھر ادھر دیواروں کی طرح کھڑی ہو گئیں اور موسیٰ تمام بنی اسرائیل کے ساتھ اس طرف کے ساحل تک پہنچ گئے مگر جب فرعون اپنے لشکر سمیت دریا کے حدود میں پہنچ گیا تو دونوں طرف سے پانی کی موجیں پلٹ پڑیں اور انھوں نے اس تمام لشکر کو غرق کر دیا۔

یہ واقعہ توریت میں بھی مذکور ہے۔ "پھر موسیٰ نے دریا پر ہاتھ بڑھایا، اور خداوند نے بہ سبب بڑی پوربی آندھی کے تمام رات میں دریا کو چلایا اور دریا کو سکھا دیا اور پانی کو دو حصے کیا اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ میں سے سوکھی زمین پر ہو کر گزر گئے اور پانی کی ان کے داہنے اور بائیں دیوار تھی (خروج ۱۴-۲۱-۲۲) بنی اسرائیل خشک زمین پر دریا کے بیچ میں چلے گئے اور پانی کی ان کے دائیں اور بائیں دیوار تھی۔ سو خداوند نے اس دن اسرائیلیوں کو مصریوں کے ہاتھ سے یوں بچایا (خروج ۱۴: ۲۹ ؛ ۳۰) اور مصریوں نے پیچھا کیا اور ان کا پیچھا کیے ہوئے وہ اور فرعون کے سب گھوڑے اور اس کی گاڑیاں اور اس کے سوار دریا کے بیچوں بیچ تک آ گئے اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ دریا پر بڑھا دیا اور دریا صبح ہوتے ہی اپنی اصلی قوت پر لوٹا اور مصری اس کے آگے بھاگے اور خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک کیا اور پانی پھرا اور گاڑیوں اور سواروں اور فرعون کے سب لشکر کو جو ان

کے پیچھے دریا میں آئے تھے چھپا لیا اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ چھوٹا۔ (خروج ۱۴: ۲۳-۲۸) اسی واقعہ کا تذکرہ قرآنِ مجید کر رہا ہے۔

فرق کا جو مفہوم عربی میں ہے اسے اس سے سمجھنا آسان ہوگا کہ مانگ نکالنے کو فرق کہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ دریا میں راستہ پیدا ہونا مدوجزر کا کوئی کرشمہ نہ تھا جیسا کہ بعض مادی نقطۂ نظر والے افراد نے جو کسی "معجزہ" کو ماننے پر تیار نہیں ہوتے تو ہّم کیا ہے۔

بِکُمْ کے لفظ سے یہ معنی پیدا ہوتے ہیں کہ تمہارے داخلہ کے ساتھ ہی پانی نے راستہ دیا[۱]

رہ گئی عقلی حیثیت سے اس پر بحث تو وہ ایک مستقل کلی موضوع کا ایک جزئیہ ہے جو معجزات انبیاءؑ سے متعلق ہے اور جس پر بحث کا یہ مقام نہیں ہے۔ درج مطلب یہ ہے کہ دریا کا اس طرح شگافتہ ہو جانا محالِ عقلی تو نہیں ہے، صرف محالِ عادی سمجھا جا سکتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عام طور پر ایسا ہوا نہیں کرتا۔ لیکن خدا کو ماننے کے بعد پھر اسکی قدرت کو محدود سمجھنا معقول چیز نہیں ہے۔

اگر نظر حقیقت شناس سے دیکھیے تو دریا کا دو حصوں میں تقسیم ہو جانا خود سمندر کے وجود سے زیادہ حیرت خیز چیز نہیں ہے۔ پھر وہ جو اس کے پیدا کرنے پر قادر تھا وہ کسی وقت اسے دو حصوں میں تقسیم کرنے پر کیوں قادر نہیں ہے۔

عبدالماجد صاحب دریابادی نے اس پر طبعی نقطۂ نظر سے بھی بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "یہاں جس فرق البحر کا ذکر ہے تو یہ سمندر کا پھٹ جانا اور درمیان میں خشکی کی راہ بن جانا کچھ ایسا زیادہ خارقِ عادت ہے بھی نہیں کہ اسکی نظیر کہیں ملتی ہی نہ ہو۔ بحری زلزلہ کے وقت ایسی صورتیں پیش آتی ہی رہتی ہیں چنانچہ جنوری ۱۹۳۴ء رمضان ۱۳۵۲ھ میں جو عظیم الشان زلزلہ بہار اور اطرافِ بہار میں آیا اس موقع پر صوبہ کے صدر مقام شہر پٹنہ میں دن دہاڑے کوئی ڈھائی بجے کے وقت ایک مجمع کثیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گنگا جیسے وسیع و عریض دریا کا پانی چشم زدن میں غائب ہو گیا اور اتنے چوڑے پاٹ میں بجائے دریا کے خشک زمین نکل آئی اور یہ حیرت انگیز اور دہشت ناک منظر چند سکنڈ نہیں چار پانچ منٹ تک قائم رہا۔ یہاں تک کہ دریا اسی برق رفتاری کے ساتھ یک بیک زمین سے ابل کر پھر جاری ہو گیا۔ واقعہ کی مفصل روداد ایک وقائع نگار کے قلم سے انگریزی روزنامہ پانیر لکھنو کی ۲۰ر جنوری ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں درج ہے۔"

بحر سے مراد یہاں دریائے نیل نہیں، جیسا کہ بعض ثقات کو دھوکا ہو گیا ہے، بلکہ بحرِ قلزم یا بحرِ احمر مراد ہے۔ دریائے نیل تو بنی اسرائیل کے مسکن سے مغرب کی طرف واقع تھا اور اسرائیلیوں کا راستہ شام کے لیے مشرق کی طرف تھا۔ نیل سے اس راستے کو دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ مصر سے شام کی راہ کے قریب بحرِ قلزم تھا۔ (باقی بر صفحہ ۱۶)

---

[۱] معنیٰ بکم انہم کانوا یسلکونہ ویتفرق الماء کما یفترق بین الشیئین بما یوسط بینہما (نیشاپوری)

سید ولایت علی صاحب نقوی مدظلہ،

شہیدانِ کربلا کی شہادت حقیقت کی روشنی میں

مفہومِ شہادت

شہادت کے معنی گواہی کے ہیں، شرعی اصطلاح میں وہ شہادت مراد لی جاتی ہے جو پرستارانِ اسلام اپنے حقیقی دین پر ہر آزمائش میں قائم و ثابت قدم رہ کر اور جان تک دے کر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مختصر لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اسلام کی خاطر کفار و منافقین کے ہاتھوں قتل ہو جانا شہادت ہے اور اس سے اسلام کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں و آشکار ہو جاتی ہے، وہ اس طرح کہ اہلِ ایمان جادۂ حق (اسلام) پر قائم ہو کر ہدایت کی منزلیں طے کرتے ہوئے ساحلِ نجات کی طرف بڑھنے لگتے ہیں تو کفار و مشرکین ناحق اور بلا وجہ روڑے اٹکانے لگتے ہیں۔ طرح طرح کی مخالفتیں کرتے ہیں ہر قسم کے مظالم اور مصائب ڈھا کر صراطِ مستقیم سے روک کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ جملہ مصیبتوں اور مشکلوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بصد استقامت ڈٹے رہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی طاقت انھیں باز نہیں رکھ سکتی تمام دنیا و مافیہا دے کر کہا جائے کہ یہ لے لو مگر اپنا راستہ چھوڑ دو تو وہ اسے مردار کی طرح ٹھکرا دیں گے اور راہِ ہدایت سے ہٹنے کا نام نہیں لیں گے۔ قیامت کے مصائب و شدائد ڈھا کر روکنے کی کوشش کی جائے گی تو وہ نہایت آسانی سے برداشت کریں گے مگر ٹس سے مس نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ سرتن سے جدا ہو جائیگا مگر پاؤں میں لغزش نہیں آئے گی۔

یہی استقامت اور ثابت قدمی اسلام کی صداقت و حقانیت کا ثبوت بن جاتا ہے اور دنیا سمجھنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ ان کا دین یقیناً محض حقیقت ہے جس نے انھیں اس قدر بے خوف و بے نیاز بنا دیا ہے کہ یہ کبھی لالچ میں آکر اور کسی بھی جبر و تشدد سے ڈر کر اس دینِ قیم سے الگ نہیں ہو سکتے ورنہ اہلِ باطل تو معمولی خوف یا لالچ میں پھنس کر اپنا نظریہ بدل ڈالتے ہیں اگر ان کے دین میں کسی قسم کا شک و شبہ ہوتا تو پھر یہ اس پر کسی صورت میں ثابت قدم نہیں رہ سکتے تھے۔

یہ دنیا حق و باطل کا عرصۂ کارزار ہے۔ ابتدا سے لیکر آج تک دونوں میں باہمی جنگ ہوتی چلی آئی ہے اور ہر حق کو اپنے پرستاروں کی ثابت قدمی اور استقامت سے فتح حاصل ہوئی ہے اور دنیا اس کے حق ہونے کی قائل و مُقِر ہونے پر مجبور ہوئی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اس فتح و نصرت کا سہرا صرف داعیانِ اسلام اور ان کے حقیقی پیروؤں کے سر رہا ہے۔ اسلام کی اسی صداقت و

حقانیت کو ثابت کر کے دنیا کو اس پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم دینے کے لیے قدرت نے انبیاء، مرسلین، اوصیاء، و آئمہ کو بھیجا ہے۔ رسالتمآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دینِ اسلام کو عروج کمال پر پہنچایا، لیکن چونکہ آپ پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا تھا لہٰذا دین کو زندہ و پائندہ رکھنے اور اس کی نشر و اشاعت کرنے کے لیے خلافت و امامت کا سلسلہ کھولا گیا۔

اسلام کے جملہ فرقے اس پر متحد و متفق ہیں، کہ آنحضرتؐ کے بعد اسلام کو زندہ و پائندہ رکھنے اور اس کی نشر و اشاعت کرنے، قرآن کی تعلیم دینے کے لیے خلفاءِ رسولؐ و آئمہ اثناؑ کی اشد ضرورت ہے اور ان کے سوا یہ کام سرانجام دیا جانا بالکل ناممکن ہے۔

امیر المومنین حضرت علیؑ نے مخالفینِ اسلام کی اسلام دشمنی کو اظہر من الشمس کیا۔ امام حسن علیہ السلام نے اس سلسلے میں انتہائی مفید و کارگر کارنامے انجام دیے۔ اس کے بعد مجاہدِ اعظم اور فاتح عالم حضرت امام حسین علیہ السلام کی باری آئی۔ امام علیہ السلام خلافتِ الٰہیہ کے تیسرے تاجدار تھے ادھر جمہوری خلافت کا سلسلہ یزید ابن معاویہ تک پہنچ گیا تھا۔ اس عرصے میں کتنے انقلابات اور حادثات رونما ہوئے جن سے حق و باطل میں کافی حد تک فرق و امتیاز پیدا ہو چکا تھا جسے دنیا سمجھ رہی تھی۔ اب باطل کو اپنی زندگی کی راہیں مسدود نظر آنے لگیں اور اسے اپنی موت کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ حق کے علمبردار حضرت امام حسین علیہ السلام باطل پرستوں کے مکر و فریب سے پوری طرح آگاہ تھے۔ وقت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ اب باطل کو ایسی شکستِ فاش دی جائے کہ ہمیشہ کے لیے وہ سر نہ اٹھا سکے۔

موضوعِ نزاع یہ تھا کہ آیا جمہوری خلافت (جس پر یزید اور اس کے پیش رو تھے) حق ہے یا الٰہی خلافت؟ (جس پر امام حسینؑ اور آپ کے برادرِ بزرگوار اور والد ماجد متمکن تھے) آیا یزید کو امام حسینؑ کی بیعت کرنی چاہیے یا (معاذ اللہ) امام حسینؑ کو یزید کی؟ اسلامِ حقیقی یزید کے پاس ہے یا امام حسینؑ کے پاس؟ صراطِ مستقیم، سفینۂ نجات، راہِ ہدایت دونوں میں سے کس کے قدم لیے ہوتے ہے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے کس کی پیروی اختیار کرنی چاہیے؟

امام علیہ السلام نے سوچا کہ ایک ایسا میدان ہو جس میں ہمارے اور یزید کے مشن کا مقابلہ ہو اور دونوں کے کردار کھر کر اور طرزِ عمل اپنی اصلی صورت میں پوری طرح لوگوں کے سامنے آ جائے اور لوگ اسلامی ضابطۂ حیات سے مطابقت کر کے خود فیصلہ کر سکیں کہ اسلامی لائحہ عمل کے معیار پر کس کی سیرت پوری اترتی ہے؟ خلیفۂ حقیقی کون ہے اور ہمیں کس کی پیروی کرنی چاہیے؟ اس کے لیے میدانِ کربلا ہی موضوع و مناسب سمجھا گیا لہٰذا مدینہ کو چھوڑ کر مکہ سے جدا ہو کر میدانِ کربلا کا رخ کیا۔

اسلام چونکہ خدائی دین ہے اور خدا اپنے دین کی حفاظت اور اس کی صداقت و حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے ہمیشہ اہلِ اسلام کی مدد اور تائید فرماتا رہا ہے۔ اب میدانِ کربلا میں ہونے والا معرکۂ حق و باطل ایک آخری اور فیصلہ کن معرکہ تھا اس لیے اس میں قدرت کی نصرت اور تائید کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی کامیابی میں قدرت

کے ہاتھ نے پورا پورا کام کیا۔ جملہ اسبابِ کامیابی کی بہم رسانی میں کسی قسم کی کمی نہیں رکھی۔ اس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔

بہر حال اب امام حسین علیہ السلام کے مشن اور یزید کے مشن کے مقابلے کا حال ملاحظہ ہو۔

نذارت و بشارت

جملہ اعمال و افعال کی محرک صرف دو ہی چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ پہلی چیز خوف و ڈر ہے، دوسری انعام وغیرہ کی متوقع خوشخبری ہے پس انسان یا تو کسی سے ڈر کر اور خائف ہو کر کوئی کام کرتا ہے یا انعام و اکرام حاصل کرنے، داد و دہش کی خوشخبری سننے کے لیے۔ اسلام نے بھی اپنے سراپا ہدایت نظامِ عمل پر چلانے میں ان دو چیزوں سے پوری طرح کام لیا ہے۔ اسی لیے رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہے اور ساتھ ہی امید و ڈر کا صحیح مصرف اور محلِ استعمال بھی بتا دیا ہے اور وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنا اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھنا۔

یزیدی مشن جمہوری تھا اور اس کا خدا سے رابطہ قائم نہ تھا۔ اس کے جذباتِ امید اور ڈر اپنے اصلی محلِ استعمال سے ہٹ کر اصنام و طاغوت کا شکار ہو چکے تھے۔ وہ قدم قدم پر غیر اللہ سے خوف و ڈر قائم کیے ہوئے تھے۔ لہٰذا وہ غیر اللہ کی خوشنودی کو مقصود بنا چکے تھے۔ غیر اللہ محتاجوں اور مجبوروں کا نام ہے۔ ان کے پرستار بھی انتہائی مجبور و محتاج ہوا کرتے ہیں انھیں اپنے آپ پر بھروسا اور قابو نہیں ہوتا۔ اور اپنی بقا کے لیے ہر جائز و ناجائز کرتے رہتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ظلم و ستم، فسق و فجور کے بے پناہ مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔

یزیدی حکومت و سلطنت کا دار و مدار لوگوں پر تھا۔ لوگوں کی خوشنودی انسے درکار تھی، لوگوں سے ہی وہ اپنی باطل حکومت (جسے وہ خلافت کا لبادہ اوڑھا کر ناجائز فائدہ اٹھا رہا تھا) کے قیام کی امیدیں قائم کیے ہوئے تھا اور انھیں سے اسے حکومت کے چھن جانے کا ڈر بھی تھا۔ وہ اسی لیے اپنی باطل شعاری کو چھپائے ہوئے تھا اور حق شعاری ظاہر کر رہا تھا، اپنی حقیقت کا راز افشاں نہیں ہونے دیتا تھا، اسی لیے وہ کسی بھی اسلام سیرت انسان کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کی سیرت کے تابندہ جلوے یزیدی مشن کی باطل پرستی کو بے نقاب کر دیتے تھے۔ یہی فلسفہ ہے جس پر عمل کرتے ہوئے یزید کے مشن نے اہلبیتِ رسول اور سچے صحابہ سے انتہائی ظلم و ستم سے پیش آئے۔

اب حضرت امام حسین علیہ السلام کی سیرت یزید کے نظامِ ظلمت کے لیے ضیائے آفتاب کے مترادف تھی پس اس نے بدحواس ہو کر میدانِ کربلا میں وہ کاروائیاں کیں جن سے وہ اپنے اصلی زنگ و روپ میں سامنے آگیا اور اس کا باطل پرست ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام خدائی مشن کے سربراہ تھے۔ ان کا منصب امامت و خلافت خدائی تھا اور خدا کا عنایت کیا ہوا تھا، لوگوں کو اس میں کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ لہٰذا لوگوں کے دینے یا چھیننے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ آپ کا رابطہ ہر قول و فعل میں خدا سے قائم تھا۔ وہ خدا سے ہی امید و بیم رکھتے تھے۔ یزید اپنی تمام کوششوں کے باوجود انھیں خائف و مرعوب نہ کر سکا نہ ہی اپنے سے کوئی امید قائم کرا سکا۔ اس نے میدانِ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو قیامت خیز مصائب و شدائد

روا رکھے وہ بھی نہایت بے اثر ثابت ہوئے۔ جس سے امام حسینؑ کی حق پرستی بالکل سامنے آگئی۔ اور دنیا کو آپ کی توحید پرستی پر ایمان لانا پڑا۔ اس طرح امام علیہ السلام نے عملاً ناقابلِ انکار طریقے سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا مظاہرہ فرمایا۔

عدل

یزید جس کا ایمان خدا پر تھا ہی نہیں پھر اس کے عدل پر ایمان کیسے رکھتا۔ اسی لیے اس نے امام حسین علیہ السلام پر اور آپ کے ساتھیوں پر نہایت بے دردی اور درندگی سے دنیا بھر کے مظالم ڈھا دیے۔ اگر اس کے دل میں خدائے عادل اور اس کی بارگاہ میں پیشی اور جزا سزا کا تصور ہوتا تو وہ ہرگز ایسے مظالم کا مرتکب نہ ہوتا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام جملہ ایمانیات میں کامل اور ضرب المثل تھے۔ خدا کو کما حقہٗ عادل مانتے تھے۔ اس کے عدل پر آپ کو مکمل بھروسہ تھا، لہٰذا زندگی بھر ظلم سے مبرا رہے اور یزید کے تمام ظلم بلا کسی انتقامی کارروائی کے برداشت فرما لیے۔

اسی سے یزید کے قیامت پر ایمان نہ ہونے کا ثبوت بھی بہم پہنچتا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایمان بالقیامت کا ثبوت ابھرتا ہے۔

نبوت

یزیدی مشن نے سیرتِ رسولؐ کی علی الاعلان مخالفت کر کے اور آنحضرتؐ کے نازنین اور قابلِ قدر و لائقِ ادب و احترام اقرباء سے انتہائی دشمنی کر کے اور شبیہہ رسولؐ کے جسمِ اطہر کو خونی حربوں اور سینۂ انور کو برچھی کا نشانہ بنا کر نبوت سے اپنے کفر و مخالفت اور شقاوت کا ثبوت دیا۔

حضرت امام حسینؑ نے پوری طرح آپ کی سیرت مقدسہ کو اپناتے ہوئے اور ان کے شعائر کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اپنے ایمان بالرسالت کو ثابت فرمایا۔

امامت

یزید نے امام برحق امام حسین علیہ السلام پر انتہائی ظلم و ستم ڈھانے کے بعد شہید کر کے کفر بالامامت کو ثابت کیا۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنی معصوم سیرت، اعلانِ امامت، انکارِ بیعتِ یزید، ہر آزمائش و ابتلا میں ثابت قدمی اور کامیابی، جادۂ حق پر استقامت و استقرار سے اپنی امامت اور اس پر ایمان و اعتماد کا ثبوت دیا۔ ساتھیوں نے کربلا جیسے ہیبت خیز مصائب میں آپ کی پیروی پر ثابت قدم رہ کر اور جان تک دے کر مہرِ شہادت ثبت کی۔ الغرض امام حسین علیہ السلام نے اپنے مشن کی صداقت و حقانیت اسلامی اصول کی پوری پوری مطابقت سے دنیا کو دکھا دی اور یزید نے مخالفت کا مظاہرہ کر کے اپنی باطل شعاری کا پورا پورا ثبوت دیا۔

اسی طرح امام حسین علیہ السلام نے جملہ اسلامی تعلیمات سے عملاً مطابقت و اپنائیت دکھاتے رہے اور یزید مخالفت ہی کرتا گیا۔

حسینی کردار تو اس طرح اسلامی ضابطۂ حیات کے سانچے میں ڈھل کر سامنے آیا کہ کسی میں مجالِ کلام نہیں ہے اور اس پر کچھ کہنا سورج کو روشن کہنے کے مترادف ہے لہٰذا یہاں صرف یزیدی مشن کے کردار کا اسلامی ضابطہ حیات اور آئین زندگی سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ اسلام نے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و پیروی، محبت و مودت، عزت و احترام تعظیم و تکریم کا پُرزور حکم دیا ہے اور ان پر درود

سلام خوانی فرض قرار دی ہے اور خمس کی صورت میں ان کی بارگاہ میں خراج پیش کرکے ان کی غلامی محکومی کا مظاہرہ کرنا واجب گردانا ہے۔

مگر یزیدی مشن نے ان کی مخالفت و دشمنی ہتک حرمت اور توہین میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، ان پر تیروں، تیغوں، برچھیوں اور نیزوں کی بارش برسائی۔ پانی تک بند کیا۔ انتہائی مظالم سے شہید کیا۔ لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر ان پر گھوڑے دوڑائے سیدانیوں کو اسیر کرکے بے پردہ کربلا سے شام و کوفہ تک پھرایا، طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ بازاروں اور درباروں میں بغرض رسوائی گھمایا۔ امام زمانہ کو پا برہنہ طوق و سلاسل میں جکڑ کر خار دار اور دشوار گزار راہوں میں پیدل چلایا۔ نواسہ رسولؐ و جگر بند بتولؑ اور ان کے اعزا و انصار کے سرتن سے جدا کرکے نیزوں پر بلند کیے۔ یزید نے سر دربار راکب دوشِ رسالت کے ہونٹوں اور دانتوں پر چھڑی پھرائی۔

۲۔ اسلام نے رسولِ خدا کی اطاعت و تعظیم کو خدا کی اطاعت و تعظیم قرار دے کر فرض ٹھہرایا ہے۔ یزیدی مشن نے شبیہہ و تصویر رسولؐ حضرت علی اکبرؑ کے سینۂ بے کینہ میں نہایت بیدردی سے برچھی لگا کر اور جسم اقدس کو پارہ پارہ کرکے اپنی رسول دشمنی کا ثبوت دیا۔

۳۔ اسلام نے پردیسیوں کے ساتھ داد و دہش کا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ یزیدی مشن نے مسافرانِ کربلا سے انتہائی درندگانہ و بیدردانہ سلوک کرکے اسلام کے اس حکم کی سراسر خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا۔

۴۔ اسلام نے یتیموں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت و نوازش کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کو جھڑکنے تک سے منع کیا ہے اور ان پر قہر حرام ٹھہرایا ہے۔

یزیدی مشن نے یتیمانِ آلِ محمدؐ پر غضب پر غضب اور قہر پر قہر ڈھا کر اسلام کی مخالفت کا مظاہرہ کیا۔

۵۔ اسلام نے سائل کے ساتھ بخشش و عطا کا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ سائل کو مت جھڑکو۔

یزیدی مشن کے پاس شہزادۂ لولاک حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت علی اصغرؑ کے لیے پانی جیسی ارزاں اور بے قیمت شئے کے سائل بن کر گئے اور جمہوری خلافت کے پرستاروں نے اس معصوم سائل کو تیر کا نشانہ بنا کر ٹھنڈا کرکے اپنی اسلام دشمنی کا علم بلند کیا۔

۶۔ اسلام حکم دیتا ہے کہ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور پیاسوں کو پانی پلاؤ — یزیدی مشن نے آلِ محمدؐ اور ان کے انصار پر آب و دانہ بند کرکے تین دن کے بھوکوں پیاسوں پر قیامت خیز اور انسانیت سوز مظالم و مصائب ڈھا کر اسلام کی کھلے بندوں مخالفت کی۔

۷۔ اسلام نے حکم دیا ہے کہ غلاموں کو آزاد کراؤ قیدیوں کو چھڑاؤ — یزیدی مشن نے سرکارِ رسالت کے گھرانے کو اسیر کرکے غلاموں کی طرح دربدر پھرایا اور آزادگانِ مطلق کو قیدی بنایا۔ اور اسلامی تعلیم کی علی الاعلان مخالفت کی۔

۸۔ اسلام حکم دیتا ہے کہ تم بیماروں کی عیادت کو جاؤ

آسمانِ مذہب و ملت کا تارا ہے حسینؑ
اک زمانہ کہہ رہا ہے اب، ہمارا ہے حسینؑ

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی جیسی اہم و عظیم المرتبت قربانی تھی اس کے لیے تعزیہ، عَلم، تابوت ذوالجناح اور تا بہ فلک پہنچنے والی گریہ و زاری کی ضرورت ہے اور مجالس عزا کا انعقاد شہدائے کربلا کی ایک ایسی صحیح اور قابلِ قدر یادگار ہے جس کی موزونیت پر خون کے آنسو شہادت دیتے ہیں۔

پس محبتِ ظلمہ میں غرق ہونے والا کوئی متنفس اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کے بے خطا و بے گناہ مصائبِ عظیمہ پر گریہ و بکا کرنے کو بغضِ صحابہ (معاویہ و یزید) ثابت کرتا ہے جس جور و ظلم کو انھوں نے سراسر اپنی ذمہ داری پر بہ اقدام جارحانہ عملی جامہ پہنایا تھا تو پھر سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ رونے والوں کو کس استحقاق کی بنا پر مظلوم کے ساتھ ہمدردی کرنے کو منع کیا جاتا ہے؟

بایں ہمہ یزید پلید اور اس کے افعالِ ناشائستہ کو فروغ دینے والے گریہ و بکا کرنے والوں پر جس قدر بھی خندہ زنی کریں ہم کو تو سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منہ دکھانا ہے۔ بضعۃ الرسول سیدۂ عالمیان حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے سندِ شفاعت حاصل کرنی ہے۔ مولا مشکل کشا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دستِ حق پرست سے جامِ کوثر لینا ہے۔ ہم تو فخر المرسلین صلعم کے اہل بیتؑ کے ساتھ محبت و انصاف ہی کریں گے۔ اس لیے کہ مظلوموں کے ساتھ ہمدردی کرنا ہمارا شعار اور دین و ایمان ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اہل بیت رسولؐ کا خون بہانا ہرگز کوئی دل لگی نہ تھی۔ پس جہاں بھی حضرت امام حسینؑ اور آپ کی اولاد، اعزا اور انصار ذوی وقار کی وفاداریوں کے تذکرے ہوں گے وہاں پر یزید پلید کی قابلِ نفرین حرکتوں پر تنقیدی تبصرے ضروری ہوں گے۔ پس اگر فرزندِ رسول الثقلینؐ حضرت امام حسین کی تعزیت ادا کرنے پر زمانے کے متعصب کج فہم ہم پر طعنہ زنی کرتے ہیں تو کرنے دیجیے ہم کو تو پروردگارِ عالم کی خوشنودی مطلوب ہے ؎

عرش تک، یا حرم ناز بتاں تک پہنچے
ہم فغاں کرتے ہیں آواز جہاں تک پہنچے

ہر سال معترضین وہی سیکڑوں سال کے فرسودہ اور لغو اعتراضات پیش کر کے موالیانِ اہل بیت علیہم السلام کی ہنسی اڑاتے ہیں لیکن اتنا نہیں سمجھتے ہیں کہ آج جبکہ سارے عالم میں حسین مظلوم علیہ السلام کی فتح کے ڈنکے بج رہے ہیں اور یزید پلید پر چاروں طرف سے نفرین و لعنت کی بوچھاڑیں ہو رہی ہیں تو پھر جو جماعت اپنے کو حسین مظلوم سے منسوب کرتی ہے اور آپ کی یادگار قائم رکھنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو آمادہ اور مستعد ہے اس کو اپنے اس روحانی مقصد میں یقیناً فتح ہو کر رہے گی۔

تعزیہ داروں پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ بت پرستی کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا بے بنیاد اتہام ہے جس کی ہرگز کوئی اصلیت نہیں ہے۔ اس لیے کہ تعزیہ دراصل مظلومِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی نقل ہے اور اس کی شبیہہ بنانے کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ چونکہ ہم لوگ اس قیامت خیز زمانے میں جب کہ بنی فاطمہ کا خونِ ناحق

سید رضا قاسم مختار، سیاحِ ممالکِ اسلامیہ

شہیدِ اعظمؑ کی یادگاریں

عقائد میں کسی کے دخل دینے کی ضرورت کیا؟
قیامت پر بھی کوئی رہنے دو گے کوئی فیصلہ باقی!

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بے کسانہ شہادت سے نفسِ اسلام پر ان عظیم الشان احسانات کے دروازے کھول دیے ہیں جن کا احصار سراسر تشریح و بسط کا محتاج ہے۔

خامس آلِ عبا نے اس دینِ اسلام کو تباہ ہونے سے بچالیا جس کی بنیاد فخر المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ جیسے ریگزار میں قائم کی تھی، جس کی نورانی شعاعوں نے ظلمتِ کفر کی گھٹاؤں کو صاف کر دیا، جس کے اخلاقی پرچم کے نیچے بڑے بڑے سرکشوں نے سرِ نیاز جھکا دیے اور جس سے بڑھ کر کوئی دوسرا دین توحید کا سبق پڑھانے والا نہ تھا! جو کہ متمم ادیانِ سابقہ تھا اور جس کی تکمیل حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصائت و ولایت پر ہوئی۔ یعنی وہ دین جو اس وقت تک کامل نہ ہوا جب تک کہ حضرت علی عالم آراؑ بحکمِ پروردگارِ عالم جملہ مسلمانوں کے مولا نہ بنائے گئے۔ پس ایسے اولی الامر محسن اسلام کی یادگاریں ایسی ہی عظیم الشان ہونی چاہئیں جو کہ ایک طرف تو المیۂ کربلا کی یاد تازہ کریں اور دوسری جانب انتہائی اخلاقی فوائد پر مبنی ہوں چنانچہ عزاداری اور اس کے ضروری لوازم و مراسم سے بہتر بلحاظ فوائد اخلاقی کسی دوسری یادگار کا پایۂ ہرگز بلند نہیں ہو سکتا۔

بنا بریں عقلاء زمانہ کے نزدیک حضرت امام حسین علیہ السلام کے عالمگیر غم کی بیش بہا یادگاریں تعزیہ داری سے زیادہ موزوں کسی دوسری شکل میں پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔ پس متعصب جاہل افرادِ زمانہ تعزیہ داری کو مٹانے کی لاکھ کوشش کریں لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کو زندہ کر دیا ہے۔ اس لیے پروردگارِ عالم اس مقدس یادگار کو کبھی بھی مٹنے نہ دے گا۔ بلکہ مٹانے والے خود ہی نیست و نابود اور فنا ہو جائیں گے۔ اگرچہ ہر سال ماہ محرم الحرام کا چاند نمودار ہوتے ہی بہی خواہانِ یزید طرح طرح کے مکر و فریب کے جال پھیلا کر مسلمانوں کو تعزیتِ امام عالی مقام سے برگشتہ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کرتے ہیں لیکن بجائے اس کے کہ مراسمِ عزاداری میں کسی قسم کا انحطاط و زوال پیدا ہو بفضلہ تعالیٰ روز بروز ترقی و افزائش کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے ہیں اور بقول میرے ہموطن شاعر مصورِ مصائبِ اہلبیت محبی سید حیات حسین صاحب وفا طباطبائی سے

زمینِ کربلا پر صد درجہ سفاکی اور بے رحمی سے بہایا گیا تھا ، وہاں اس وقت موجود نہ تھے اور اس وقت بھی سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مرقدِ منور سے ہزاروں میل دور ہیں اور اس ارضِ مقدس تک دفعتاً پہنچنا ہم سب لوگوں کا محال ہے اس لیے اس مقدس روضہ کی شبیہہ اپنے گھروں میں بنا کر اپنے دلِ ناصبور کے رسنے والے زخموں کا اس طریقے سے علاج کر لیتے ہیں۔

نیز پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ "ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب" پس تعزیہ چونکہ شعائر اللہ میں داخل ہے لہٰذا اس کی تعظیم تقویٰ کی مستحکم دلیل ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام چونکہ آیۃ اللہ فی العالمین تھے یعنی آپ خدا کی ایک زبردست نشانی تھے اس لیے وہ کل چیزیں جو کہ آپ کی جانب منسوب کی جاتی ہیں وہ سب لائقِ صد ہزار تعظیم ہیں۔

علَم کیا چیز ہے ؟ جماعتِ حسینی کا نہیں بلکہ لشکرِ خداوندی کا درخشاں پرچم ہے جو کہ کربلا میں محض بہتر قدسی نفوس کی مختصر سی جماعت کی علمبرداری نہیں کر رہا تھا بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے سارے حریت پسندوں اور آزادی خواہوں کی نیابت کے لیے بلند ہوا تھا۔ بقول میرے ہم وطن عزیزم شہرت بلگرامی ؂

عباس کی وفا کا پنجہ چمک رہا ہے
امن و اماں کا ضامن قومی نشاں ہمارا

پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب وہ علَم کو کسی جلوس کے آگے بلند ہوتا دیکھیں تو اپنے مقام پر تعظیماً کھڑے ہو جائیں اور دل میں یہ خیال فرمائیں کہ عاشور کے دن ، قمر بنی ہاشم حضرت ابوالفضل العباسؑ ابن امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام لشکرِ اسلام کی علمبرداری کے فرائض اسی طرح انجام دے رہے ہوں گے۔ بقول شاعرِ انقلاب حضرت جوش ملیح آبادی ؂

عباسؑ نامور کے لہو سے دھلا ہوا
اب بھی حسینیت کا علَم ہے کھلا ہوا

آخر کلام میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ بعض کوتاہ عقل اور کج فہموں کا خیال ہے کہ تعزیہ چونکہ بانس اور کاغذ کے مجموعے کا نام ہے اس لیے اس کی تعظیم کچھ ضروری نہیں ہے۔ پس ایسے کوتاہ نظروں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ خانۂ خدا جس کو مسجد کہا جاتا ہے آخر وہ بھی تو اینٹ پتھر گارے اور چونے کی مخلوط شکل کا نام ہے۔ لہٰذا وہ بھی تو ان ہی مادی اشیاء کی پرستش کرنے کے مصداق قرار پا سکتے ہیں ؟ پس اسی طرح تعزیہ بھی مظلومِ کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس گھر کی نقل ہے جس کو آپ نے کربلا کے میدان میں اپنا قیمتی اور طیب و طاہر لہو بہا کر تعمیر کیا تھا۔ چنانچہ اس مکان کی قدر و قیمت ملائکہ سے پوچھیے جو کہ ہمہ شب و روز مرقدِ حسینی کے گرد طواف کرتے رہتے ہیں۔

خدا کی قسم ! یہ مکان اس قدر گراں قیمت پر خرید کیا گیا ہے کہ اگر سلاطینِ دنیا بھی اکٹھا ہو کر اس کی قیمت ادا کرنا چاہیں تو سراسر ناممکن ہے۔

"لِکُلِّ شَیءٍ ثواب الا الدمعۃ فینا۔"

www.khwajaalateefansari.com RekhtaDownload.com

ایک نقاد کے قلم سے

گریہ و بکا

مولانا محمد جعفر پھلواری نے اپنے ایک مضمون میں جس کا عنوان تھا "تہوار میں خوشی کیوں؟" اس مقصد کا اظہار کیا ہے کہ عید الفطر دشمن کی شکستِ فاش کے بعد ہماری پہلی عید ہے اس میں ہمیں بھرپور شکرِ الٰہی کے ساتھ اظہارِ مسرت و خوشی کرنا چاہیے۔ پھلواری صاحب نے جس فرقہ وارانہ تعصب کو آلۂ کار بنا کر شیعانِ حیدرِ کرارؑ پر پے درپے مخفیہ حملے کیے ہیں، ۱۴ جنوری کا امروز اس امر کا شاہد و معترف ہے کہ ان کے پیشِ نظر یہ امر تھا کہ عزادارانِ امام حسینؑ کی دل آزاری کی جائے۔ ہمیں کسی کی دل آزاری اور نکتہ چینی مطلوب نہیں، ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ نہ ہم کسی کی دل آزاری کریں اور نہ ہماری دل آزاری کی جائے۔ اس لیے کہ ؎

جو جلاتا ہے کسی کو وہ بھی جلتا ہے ضرور
شمع بھی جلتی رہی پروانہ جل جانے کے بعد

جوابِ مضمون صرف اس لیے لکھ رہا ہوں اور تقاضائے غیرت بھی یہی ہے کہ جس فرقہ وارانہ تعصب سے ہمارے دامن کو آلودہ کرنے کی سعی زیرِ عمل لائی گئی ہے اس کیچڑ کو قریبِ دامن نہ آنے دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی آلائشیں ہمارے دامن کو پُر آلائش نہیں کر سکتیں۔

۱۔ پھلواری صاحب نے لکھا ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ "میری امت سے خارج ہے وہ شخص جو اپنے منہ پر تھپڑ مارے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی رسم کو رائج کرے۔

۲۔ نوحہ کرنے والی اور اسے شوق سے سننے والی دونوں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

۳۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت رقیہ حضور صلعم کی اولاد میں تنہا جگر گوشہ ہیں جو ذات الھجرتین یعنی دو ہجرتوں والی ہیں۔ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اپنے شوہر عثمان کے ساتھ کی اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف ہوئی۔

توضیح و تبصرہ سے علیحدہ رہتے ہوئے چند ایک احادیث کتبِ اہل سنت والجماعت سے درج کرتا ہوں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ رونا پیٹنا، نوحہ و ماتم صرف جائز ہی نہیں بلکہ سنتِ نبوی اور اقوال و افعال صحابہ ہیں:۔

۱۔ تاریخ اخبار الدول و آثار الاول ص ۱۹۲ پر ہے، "حضرت عائشہ وفاتِ رسولؐ کے دن نوحہ کرتیں اور کہتیں کہ ہائے وہ فوت ہو گیا جس نے جَو کی روٹی سیر ہو کر نہ کھائی اور تخت چھوڑ کر بوریا قبول کیا اور خوفِ خدا سے راتوں کو نہ سویا۔"

۲۔ جامع الکبیر سیوطی میں ہے کہ جب ابوبکرؓ مرے تو

عائشہ نے اس پر نوحہ کیا۔

۳۔ ازالۃ الخفاء صفحہ ۹۹ پر ہے کہ عمر بن الخطاب نے جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر سنی تو سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے۔

ماتمداران پر فتویٰ عائد کرنے والو اب تمہاری مرضی ماتمداران کو اللہ کی پھٹکار کا مستحق بناؤ یا خارج از اسلام سمجھو۔

اب اگر کوئی صاحب یہ فرمائے کہ یہ ماتم وقتی طور پر کیا گیا نہ کہ ہر سال اس کو دینی تقریب سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے، تو صرف درج ذیل حوالے پر اکتفا کرتا ہوں:۔

"تفسیر محمدی منزل دوم پارہ چھ سورۂ مائدہ رکوع ۵ برحاشیہ اور روضۃ الصفا میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ حضرت ہابیل کی شہادت پر حضرت آدمؑ نے عبرانی زبان میں مرثیہ نظم کیا، اس دن اور ہر سال کے اسی دن حضرت مرثیہ پڑھا کرتے، خود روتے اور دوسروں کو رلاتے اور اپنی اولاد کو وصیت کی کہ یہی معمول رکھیں"۔

سمجھ نہیں آتا، حالانکہ اگر ہم روتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے سینہ کوبی کرتے ہیں تو اپنے سینوں کی، ہمارے گریہ و بکا سے ان لوگوں کو کیا تکلیف اور کیا ضرر پہنچتا ہے؟ ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ عزاداری ان مظالم کا پردہ فاش کر دیتی ہے جو ان کے اکابرین نے ہمارے ہادیانِ برحق پر صدہا سال جائز رکھے ہیں۔

حضرت رقیہ حضور صلعم کی بیٹی نہ تھیں بلکہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا ۴۴

۴۴ اور بعد طلاق حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں۔ استیعاب صفحہ ۷۴۷ پر ہے کہ رقیہ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا۔

اب سمجھ میں آیا کہ یہ کم فہم مسلمان حضرت عثمان کی فضیلت بیان کرنے کی غرض سے خواہ مخواہ حضرت رقیہ کو حضورؐ کی اولاد میں شامل کر لیتے ہیں لیکن یہ اب تک سمجھ نہیں آسکا کہ پھر اطاعتِ رسولؐ کیوں نہیں کرتے؟

اعلان

"شریکۃ الحسینؑ نمبر"

۱۔ یکم جون ۱۹۶۶ء کو "پیامِ عمل" کا "شریکۃ الحسینؑ نمبر" بڑی آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔

۲۔ اس نمبر میں پاکستان اور ہندوستان کے نامور علماء اور ادباء حصہ لے رہے ہیں۔

۳۔ یہ نمبر اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر منفرد ہوگا

۴۔ تمام اہلِ قلم حضرات اور سخنورانِ اسلام سے درخواست ہے کہ اپنی نگارشات سے ادارہ کو جلد مستفیض فرمائیں۔

۵۔ اس خاص نمبر میں اپنے اشتہارات دے کر اپنے کاروبار کو تقویت پہنچائیں اور فائدہ اٹھائیں۔

ادارہ "پیامِ عمل"

www.khwajalatefansari.com RekhtaDownload.com

سید نذیر حسین بخاری مبلغ "امامیہ مشن پاکستان" لاہور

اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ

مشاہیرِ عالم میں صرف ایک حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی ذات ایسی ہے جن کی یادگار اقوامِ عالم کے افراد بلا امتیاز نسل و قوم و ملت مناتے ہیں۔ یہ صرف اس لیے کہ دیگر مشاہیرِ عالم کے برخلاف حضرت سید الشہداء، عالمِ انسانیت کے لیے نمونۂ کاملہ تھے۔ دنیا نے امام حسینؑ کے متعلق بہت کچھ لکھا اور پڑھا۔ لیکن صرف بیانات کو سننے اور مقالات پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک ہم عمل نہ کریں۔ آؤ آج ہم سب مل کر عہد کریں کہ امام عالی مقام کی مبارک زندگی کے کسی ایک پہلو پر عمل کر کے اپنی زندگی کو کامیاب بنائیں۔ کربلا کا خونین منظر جس وقت بھی آنکھوں کے سامنے آجائے دل بے چین ہو جاتا ہے۔ کارلائل نے حضرت امام عالی مقامؑ کی تنہائی کا منظر ایسے دل گداز طریقے سے لکھا ہے کہ پتھر کا دل بھی موم ہو جائے۔ وہ لکھتا ہے:-

"عالی نسب والا حسینؑ کربلا کے میدان میں اسطرح یکہ و تنہا کھڑے تھے جیسے کسی کھجور کے باغ میں ایک درخت باقی رہ جائے دشمنوں کی تلواروں سے گرد و پیش کے سب درخت قطع کیے ہوئے پڑے تھے۔ امام عالیمقام زخموں سے چور تھے۔ دل پر عزیزوں کے داغ تھے۔ خیموں سے فریاد کی آوازیں آتی تھیں۔ جسم سے اسقدر خون نکل چکا تھا کہ پیم غش آ رہے تھے۔ لیکن واہ رے حق و صداقت کے

مجھے صرف یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے خالقِ کائنات نے ہم کو بےحد طاقت فرمائی ہے اور ہم اپنے پہلو میں وہ صبر آزما دل رکھتے ہیں جو کسی واقعہ سے متاثر نہیں ہوتا، ہم مجبور ہو کر قتل نہیں ہوئے ہیں اگر چاہیں تو اپنی خداداد طاقت سے طبقات الارض کو الٹ دیں۔ امام حسینؑ نے پیہم تین حملے کیے۔ آستین الٹی، کفار کی صفیں الٹیں، دشمنوں نے امان طلب کی، رسولؐ کے نواسہ نے تلوار نیام میں رکھ لی خیمہ کا رخ کیا اور خیمہ پر پہنچ کر بہنوں، بیبیوں اور دوسری بیواؤں کو سلام کیا۔ اندر تشریف لے گئے، سب کو صبر کی تلقین فرمائی۔ دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کیا، سب بیبیوں کو تسلی دی، اتنے میں ایک سیاہ فام عورت آگے بڑھی، اسکے سیاہ رخساروں پر آنسوؤں کی قطار جاری تھی اس نے کہا "میرے شہزادے کیا تو مرنے جا رہا ہے؟ مجھ سے جب میری بی بی دریافت کریں گی کہ تو نے حسینؑ کو کیوں جانے دیا، تو کیا جواب دونگی؟ مجھے امید تھی کہ جب میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤنگی تو تیرے ہاتھوں سے سپردِ خاک ہونگی اور میرا سیاہ چہرہ روشن ہو جائیگا۔ میں کن آنکھوں سے دیکھوں کہ تو مرنے جا رہا ہے"۔ آپ سمجھے یہ سیاہ فام عورت کون تھی؟ یہ امام حسینؑ کی والدہ کی کنیز فضہؓ تھی جس نے امامؑ کو گود میں کھلایا تھا، امام عالی مقامؑ اس طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا فضہؓ! مجھے یاد ہے، جب میری ماں چکی پیسا کرتی تھیں تو تو مجھے زانو پر بٹھا کر لوریاں دیتی تھی (باقی بر صفحہ ۴۱)

www.khwajalateefansari.com

فیض محمد گوہر جعفری

تولّائے حسینؑ

ہے مشیت آشنا، واللہ منشائے حسینؑ
سینۂ گیتی پہ ہیں ثبت آج بھی پائے حسینؑ

قوتِ فکر و نظر سے کام لے انسان تو
راہِ حق اب بھی دکھاتی ہے تولّائے حسینؑ

اسکے غم سے ہے فزوں فکر و نظر کی روشنی
پی کے دیکھے بھی تو کوئی دردِ صہبائے حسینؑ

ظلم کا ہر سلسلہ ہوتا ہے اس پر منتہی
جب خیال آیا تو نکلا منہ سے پھر ہائے حسینؑ

عقل وہ جو آشنائے حکمتِ شبیرؑ ہے
قلب وہ جس میں تپاں ہے سوزِ سودائے حسینؑ

مادرِ گیتی کہاں سے لائیگی ان کا جواب
وہ وفا پرور مرے تھے جو بہ ایمائے حسینؑ

خونِ ناحق ہے شفق کے رنگ میں اب تک عیاں
ہے درخشاں تا قیامت روئے زیبائے حسینؑ

جاں نثاری کی صفت زندہ ابد تک کر گیا
واہ کیا حُرِ جری بھی تھا شناسائے حسینؑ

ہو رہی ہے جس قدر دنیا حریت آشنا
پوری ہوتی جا رہی ہے ہر تمنائے حسینؑ

زندگی میں ایک ایسا دور بھی آنے کو ہے
ہر بشر گوہر! نظر آئے گا شیدائے حسینؑ

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

مہر جائسی ایم-اے

نوحہ

ہے قتل کی شب مرنے پہ تیار ہیں شبیرؑ
بے مونس و بے ہمدم و بے یار ہیں شبیرؑ

پردیس کی موت اور ہے ساتھ اہلِ حرم کا
کہتی ہے قضا صبح کے آثار ہیں شبیرؑ

گھیرے ہوئے ہیں دشمنِ جاں چار طرف سے
اللہ کس آفت میں گرفتار ہیں شبیرؑ

گھر دور، وطن دور، مدد شیعوں کی مسدود
ہر سمت سے اعدا میں گرفتار ہیں شبیرؑ

زینبؑ کی اسیری کا خیال آتا ہے ہر دم
بیتاب ہے دل غم میں گرفتار ہیں شبیرؑ

پیغامِ قضا دینے لگے ڈوبتے تارے
اب دیر نہیں مرنے پہ تیار ہیں شبیرؑ

پانی بھی ہے بند اور نکلنا بھی ہے دشوار
پھر گرد سے اعدا میں گرفتار ہیں شبیرؑ

ہو مہرؔ کا بھی حشر اسی قافلے کے ساتھ
جس قافلے کے قافلہ سالار ہیں شبیرؑ

وحید الحسن ہاشمی

قطعات

(۱)

پھر وہی خوبیٔ احساں کا صلا بھول گئے
پھر وہی تذکرۂ اہلِ وفا بھول گئے
تم کو یہ غم ہے کہ ہوتا نہیں کیوں ذکرِ علیؑ
ان کو کیا یاد علیؑ ہوں جو خدا بھول گئے

(۲)

ہر نفس وقفِ الم تھا ہر گھڑی برباد تھی
زندگی کی جو بھی لے اُٹھی وہی فریاد تھی
دیکھ کر راحت طلب دنیا کو ہم سمجھے وحید
وقتِ مشکل میں فقط مشکل کشاؑ کی یاد تھی

(۳)

علیؑ کی ذات عجب ذات ہے زمانے میں
یہ اپنے نام کی تاثیر کھو نہیں سکتی
یہ راز جنگ کے میداں میں پھر ہوا ظاہر
بغیر نامِ علیؑ فتح ہو نہیں سکتی

(۴)

تخیلات جدا ہیں تصورات جدا
تمھاری بات جدا ہے ہماری بات جدا
تمھیں یہ ضد کہ سما جائے دین دنیا میں
مطالبہ یہ ہمارا کہ دینیات جدا

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاروائی مجلسِ مشاورت امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کی مرکزی مجلسِ مشاورت کا اجلاس بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء بروز یکشنبہ بوقت ۱۰ بجے بمقام حسینیہ ہائی اسکول لاہور زیر صدارت حضرت علامہ سرکار مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مدظلہ ممبر اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان منعقد ہوا۔

عابد علی متعلم دہم حسینیہ ہائی سکول لاہور نے تلاوتِ کلامِ پاک فرمائی بعد ازاں پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی منیجنگ ٹرسٹی نے امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ جلسہ پُرامن ماحول میں تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ حاضرین نے امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کی دینی خدمات کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور تحسین و آفرین سے حوصلہ افزائی کی۔

سالانہ رپورٹ ۱۹۶۶ء

حضرات گرامی! السلام علیکم۔ آج کا دن بڑا مبارک ہے کہ تقریباً دو سال بعد دوبارہ مجلسِ مشاورت کا اجلاس ہو رہا ہے۔ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت میں سے فرصت نکال کر اس اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں اور دین کی ترقی کے لیے سفر کی تکالیف برداشت کی ہے تاکہ اپنی رائے عالیہ سے مشن کو مستفید فرمائیں۔

امامیہ مشن پاکستان ایک خالص دینی ادارہ ہے۔ آج سے گیارہ سال پہلے محرم الحرام میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس کے مقاصد میں سب سے اہم اور بنیادی مقصد تبلیغ دین ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تبلیغ ایک مقدس فریضہ ہے اور اس دین کی حفاظت کے لیے جو قربانیاں ائمہ اہل بیتؑ اور ان کے پیروؤں نے دی ہیں تاریخ کے اوراق ان واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ دین اسلام جو آج دنیا میں موجود اور زندہ ہے آج جو لا الٰہ کی آوازیں مساجد سے سنائی دیتی ہیں یہ سب کچھ ائمہ آلِ محمدؐ اور انکے جان نثاروں اور فدائیوں کی قربانیوں کا صدقہ ہے۔ کربلا کے ریگ زار میں آج بھی شہداء کا خون دین کی خاطر انتہائی قربانیوں کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے آلِ محمدؐ نے عظیم سے عظیم سلطنتیں ٹھکرا دیں لیکن دین میں کوئی ایسی شے داخل نہ ہونے دی جو غیر حکمِ خدا و رسولؐ ہو۔ دنیا نے ایک سے زیادہ مرتبہ آلِ محمدؐ کو دھوکا دینے کی کوشش کی لیکن ان بزرگوار ہستیوں نے تین طلاقیں دے کر اسے دھتکار دیا۔

بنی امیہ اور بنی عباس کے قید خانے گواہ ہیں کہ آلِ محمدؐ نے اپنی زندگیاں قید و بند کے مصائب میں گزار دیں لیکن دنیا داروں سے دین کا سودا نہیں کیا۔ دنیا کا کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ آلِ محمدؐ نے کبھی دنیاوی حکومت حاصل کرنے کی کوشش کی ہو۔ تو پھر ان حکومتوں نے ۹ ائمہ اہل بیتؑ کو جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں کیوں بند رکھا۔ وجہ صاف ہے کہ وہ لوگ خود دین میں تصرف کرنا چاہتے تھے۔ انھیں اگر مخالفت کا خطرہ تھا تو انھیں حضرات سے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ انھیں بجا ناخ رانِ دین کے سروں سے بغداد کی دیواریں چُنی گئیں، انھیں کے خون سے گارے بنائے گئے، یہی اپنے وطن سے نکالے گئے۔ آج سادات کے بزرگوں کے مزار ان کے اصل وطن سے ہزارہا میل دور جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں میں موجود ہیں جو زبانِ حال سے ان بزرگوں کی داستانہائے غم بیان کر رہے ہیں۔ اس میں صرف مردوں نے ہی اپنا فرض ادا نہیں کیا بلکہ عصمت سرا میں پلنے والی مقدس بی بیاں بھی تحفظِ دین میں پیش پیش رہیں۔ انھوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا لیکن حق کے ساتھ ناحق کا سمجھوتہ قبول نہ کیا، اور ہر زمانے میں باطل کی آندھیوں کے مقابل حق کے چراغ کو روشن رکھا اور صحیح دین ہمارے ہاتھوں تک پہنچایا۔

یہ قصہ جتنا طویل ہے اتنا ہی دردناک بھی ہے ہمارے علماء اور اکابر نے اپنے اپنے دور میں بادِ مخالف کے تھپیڑے کھاتے ہوئے حق و صداقت کے علم کو سربلند رکھا اور آج جس دینِ اہل بیتؑ پر ہم قائم ہیں اور بجا طور پر فخر کرتے ہیں ہم تک بلا کم و کاست پہنچا دیا۔

اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس دینِ حقہ کی نشر و اشاعت کے کام کو آگے بڑھائیں اور آج جبکہ نشر و اشاعت کا کام نسبتاً آسان ہے اپنی کوشش کو کئی گنا کر دیں۔ تاکہ آلِ محمدؐ کا پیغام گھر گھر پہنچ سکے اور دنیا صحیح اسلام سے روشناس ہو جائے۔

حضرات! آج سے گیارہ برس پہلے جب یہ مشن قائم کیا گیا تھا مذہب اہل بیتؑ کی نشر و اشاعت کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ چند اثنا عشری کتب خانے تھے جو بہت کم سرمائے سے کام کرتے تھے۔ ان کی چھپی ہوئی کتب عام طور پر کافی مہنگی ہوتی تھیں۔ اور عوام کے ہاتھوں تک بہت کم پہنچتی تھیں دوسری طرف تقریری تبلیغ کا یہ عالم تھا کہ کسی غریب مومن کا اپنے گھر میں مجلس کرانے کا تصور کرنا بھی محال تھا۔ امامیہ مشن کی اپنی سرگرمیوں کا محور بھی یہی دو امور تھے چنانچہ آپ کو یہ سنکر مسرت ہوگی کہ اس وقت صورتِ حال پہلے سے کہیں بہتر ہے جس کی تفصیل آگے اپنے مقام پر آئے گی۔

ٹرسٹ کی تشکیل اپریل سنہ ۱۹۶۳ء میں بعض سیاسی حضرات نے امامیہ مشن کو اپنی سیاست کا اکھاڑا بنانا چاہا، چنانچہ مجلسِ مشاورت میں ایسا عنصر داخل ہونا شروع ہو گیا جس کو مشن کے اغراض و مقاصد سے کوئی ہمدردی نہ تھی بلکہ وہ اسے اپنی سیاست کو چمکانے کا ذریعہ بنانا چاہتے تھے اس لیے سخت خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں دین سے بیگانہ عنصر مشن پر قابض ہو کر اسے مستقل نقصان نہ پہنچائے اس لیے اپریل سنہ ۶۳ء میں مشن کے سالانہ جلسے میں کم و بیش تین صد حضرات نے ملک کے طول و عرض سے شرکت کی، چنانچہ اتفاق رائے سے چھ ٹرسٹی نامزد کیے گئے اور مشن کا تمام انتظام و انصرام اس ٹرسٹ

کے سپرد کردیا گیا۔ نیز یہ طے پایا کہ آئندہ مجلسِ مشاورت صرف ان حضرات میں سے چنی جائے جو مشن کے کارکن ہوں۔ یعنی برانچوں کے لوکل سیکرٹری، صدر، نائب صدر یا دیگر عہدیداران جو ہمہ سال بھر مشن کے لیے کام کرتے رہے ہوں وہی اس انتخاب میں حصہ لے سکیں تاکہ صرف مشن کے سچے ہمدرد حضرات ہی جو دینی جذبے سے سرشار ہوں وہی مرکزی مجلسِ مشاورت میں منتخب ہو سکیں۔

اب ٹرسٹ کی رجسٹریشن کا مرحلہ تھا۔ ہم اس کام کو بجد آسان سمجھے ہوئے تھے لیکن ٹرسٹ کے کارکن اور ہمدردوں کی مساعی کے باوجود صرف اس کام کو ایک سال سے زیادہ عرصہ لگا۔ سرکاری دفاتر کی کارکردگی کی اس سے بہتر مثال کیا ہو سکتی ہے کہ تین دفعہ رجسٹری کر کے بھیجے ہوئے کاغذات دفتر سے گم ہوئے لہذا بار بار کاغذات تیار کر کے بھیجے گئے۔ متعدد مرتبہ ہمارا وفد رجسٹرار صاحب کو ملا۔ خدا خدا کر کے ـــــ رجسٹریشن کی تکمیل ہوئی۔

مرکزی مجلسِ مشاورت کی تشکیل

لوکل سیکرٹریوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا تو بہت کم ایسے ملے جو صحیح معنوں میں کارکن کہلائے جا سکتے ہیں چنانچہ اکثر مقامات پر نئے لوکل سیکرٹری بنائے گئے اور جن مقامات پر پرانے سیکرٹری حضرات کو دوبارہ کام پر آمادہ کیا گیا۔ اس طرح ایک سو چھتیر کارکن انتخاب کے لیے میدان میں آئے۔ ان میں سے چالیس حضرات پر مشتمل مرکزی مجلسِ مشاورت کا انتخاب تین ماہ میں مکمل ہوا ان میں سے آٹھ ٹرسٹی اور پانچ شعبۂ تبلیغ کے نمائندے شامل ہو کر کل ۵۳ حضرات مرکزی مجلسِ مشاورت کے ممبر قرار پائے، جن کا پہلا اجلاس آج منعقد ہو رہا ہے

اللہ کا شکر ہے کہ یہ مجلسِ مشاورت خالص دینی نقطۂ نگاہ رکھنے والے اور مشن کے ہمدرد اور کارکن حضرات پر مشتمل ہے۔ یہ حضرات کسی دنیوی منفعت کے لیے اس میں شامل نہیں ہوئے۔ ان کا مقصد محض خوشنودیٔ خدا و رسولؐ اور اہل بیتِ اطہارؑ ہے۔ ان کے لیے یہ کسی سیاسی مدارج کے حصول کا زینہ نہیں۔ اس لیے امید کامل ہے کہ یہاں جو فیصلے ہوا کریں گے وہ سب مشن کے لیے نہایت مفید ثابت ہوں گے۔ پروردگارِ عالم ہم سب کو متحد و متفق ہو کر خالص دینی جذبے سے سرشار ہو کر خدمتِ دین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جنابِ والا! اب میں آپ کی توجہ

پنجسالہ منصوبہ

پنجسالہ منصوبہ کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس منصوبے میں نشر و اشاعت، قومی ورکس کا لگانا، قومی بہبودی کے کام انجام دینا، مشن کے دفاتر کے لیے بلڈنگ بنانا اور پاکستان اور غیر ممالک میں تبلیغ کرنا شامل ہے۔ ان سب حصوں پر جو کچھ کام ہو رہا ہے ان کا ذکر نہایت مختصر الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

جنابِ والا!

مشن کے دفاتر یعنی قومی گھر کا قیام

ظاہر ہے کہ جب تک کسی ادارے کا اپنا کوئی دفتر نہ ہو، اس کی بنیاد مضبوط نہیں ہو سکتی۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے ایک فاضل نوجوان سید اطہر حسین صاحب مشہدی بی ایس سی بی ایڈ (جو ہمارے شعبۂ تبلیغ کے نائب ناظم بھی ہیں) اور انجمنِ حسینیہ [illegible]

پاک نگر لاہور کے جنرل سکیرٹری بھی) کی وساطت اور مساعی سے انجمن حسینیہ نے تمام باڑہ پاک نگر مشن کو دینے کی پیش کش کی جو مشن نے بصد شکریہ قبول کرلی اور فی الفور اپنا دفتر یہاں منتقل کر دیا ، پانچ ہزار روپے کی لاگت سے وہاں عارضی طور پر ایک کمرہ پچاس فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا تعمیر کر دیا ، اس طرح مشن کو ایک سو پچیس روپے ماہوار کرایہ کی ہمیشہ کے لیے بچت ہوگئی اور اب تک سولہ ماہ میں قریباً دو ہزار روپے کی بچت ہو چکی ہے - اس کے علاوہ سابقہ جگہ نہایت تنگ و تاریک تھی مگر موجودہ جگہ نہایت وسیع و عریض ہے - پچھلے سال ہی سے بلڈنگ کے نقشے کی تیاری شروع ہوگئی اور بلڈنگ فنڈ کے لیے دوڑ بھاگ کی گئی - ہمارا ایک وفد لاہور میں سیٹھ حمید حبیب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسکے بعد دوبارہ کراچی میں ان کی خدمت میں پیش ہوا جنھوں نے از راہِ کرم مجوزہ قومی گھر کی تعمیر کے لیے کل لاگت کا نصف بطورِ قرضِ حسنہ ادا کرنے کا وعدہ فرمایا - اس طرح قریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ وہاں سے مل جائے گا اور باقی ڈیڑھ لاکھ قوم سے جمع کیا جائیگا - آپ کو یہ سنکر مسرت ہوگی کہ قریباً سولہ ہزار روپے کے خرچ سے پی - ٹی - ڈی مشن کے نام حاصل ہوگیا ہے اور اب مشن قانونی طور پر اس قطعۂ زمین کا مالک ہے - قریباً دو ہفتے تک باقی جگہ بھی خالی ہو جائے گی تو باقاعدہ نشان دہی کرانے کے بعد نقشہ پاس کرا کر بلڈنگ کی تعمیر شروع کر دی جائیگی - انشاء اللہ - اس سلسلے میں آٹھ ہزار روپیہ ہمارے سرپرست سیٹھ حمید حبیب صاحب نے از راہِ کرم بطور قرضِ حسنہ عطا فرمایا جو ابھی واجب الادا ہے -

اس سلسلے میں جناب سید عاشق حسین صاحب صدر انجمن حسینیہ حکیم سید ہاشم علی جیلانی سرپرست انجمن حسینیہ اور سید ابرار حسین مشہدی ممبر انتظامیہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی کوششوں سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا اور انشاء اللہ آئندہ بھی پہنچے گا - اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے - عنقریب بلڈنگ کا نقشہ بمع دیگر کوائف جناب کی خدمت میں ارسال کیا جائے گا - تاکہ آپ بلڈنگ فنڈ کے لیے باقاعدہ جد و جہد شروع کریں -

قومی گھر کی عماراتی تفصیل

پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے بعد یہ قومی گھر مندرجہ ذیل عمارات پر مشتمل ہوگا جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

۱- **مسجد** - ہال (۲۰' × ۲۴') صحن ۲۰' × ۲۵' - کھلا میدان ۳۲ × ۴۰ - کھلا میدان اور امامیہ ہال بوقت ضرورت نماز کے لیے استعمال ہو سکتے ہیں -

۲- **امامیہ باڑہ ہال** - ۲۰' × ۲۵'

۳- **امامیہ مشن لائبریری** - دو کمرے ۱۶' × ۲۴' اور ۱۶' × ۲۰'

۴- **مدرسہ** - ۴ کمرے ۱۲' × ۱۵' ، باورچی خانہ اور غسل خانہ وغیرہ

۵- **دفاتر مشن** - دفتر ۱۲' × ۱۶' ، سٹور ۱۲' × ۲۴'

۶- **فلیٹ** - دو عدد - (دو کمرے ۱۲' × ۱۵' ، باورچی خانہ ، غسلخانہ وغیرہ) دو عدد (۳ کمرے ۱۲' × ۱۵' باورچی خانہ ، صحن ، غسلخانہ وغیرہ)

۷- **پریس ہال** - ۳۳' × ۱۲½' ، سٹور ۱۲½' × ۱۷'
دفتر ۱۲' × ۱۲'

۸۔ **دکانات** - پانچ دکانیں ۱۱×۱۴

۹۔ **مسافر خانہ** - ۴ کمرے ۱۲×۱۲ اور ایک ریسٹورنٹ ۱۲×۱۶، دفتر ۱۲×۱۲

۱۰۔ **پوسٹ آفس** - ایک کمرہ ۱۱×۱۴ اور ایک فلیٹ (ایک کمرہ ۱۲×۱۵ - باورچی خانہ، غسلخانہ، صحن برائے پوسٹ ماسٹر)

۱۱۔ **بینک ہال** - دو عدد (۱۴×۲۸) دفتر خانہ ۱۴×۱۲

شعبۂ نشر و اشاعت اس دوران میں امامیہ مشن کی طرف سے نشر و اشاعت کی رفتار بھی کم نہ ہوئی۔ اس وقت تک اکتالیس کتابچے شائع ہو چکے ہیں اور بارہ کتابچے انشاء اللہ یکم اپریل سے ملک کی چھ مشہور زبانوں یعنی اردو، انگریزی، گجراتی، بنگالی پشتو اور سندھی میں شائع ہوں گے۔ یہ تعداد بڑھ کر ترپن ہو جائے گی۔ اور مشن کے قیام سے اب تک کتابچوں کی کل تعداد اس وقت ۱۹۲ ہے جو سال کے آخر تک دو سو چار ہو جائیگی جن کی تفصیل ضمیمہ الف میں دی گئی ہے۔

شعبۂ مکتبۂ امامیہ آپ کو یہ معلوم کرکے مسرت ہو گی کہ ضخیم کتب کی طباعت کا سلسلہ مکتبۂ امامیہ کے زیر اہتمام بہت ترقی کر رہا ہے۔ اس دوران میں دینی کتب شائع کی گئیں جن کی تفصیل ضمیمہ ب میں ہے۔

قرآن پاک کی نشر و اشاعت امامیہ مشن سے قبل قرآنِ پاک مترجم کا ہدیہ کسی مکتبے میں بھی بیس روپے سے کم نہ تھا۔ مشن نے پہلی مرتبہ قرآن پاک مترجمہ مولانا حافظ فرمان علی مرحوم سفید کرنا فلی کاغذ پر طبع کرا کر صرف دس روپے ہدیہ میں مومنین کرام کی خدمت میں پیش کیا۔ اس دفعہ شیخ الجامعہ مولانا اختر عباس صاحب قبلہ مجتہد العصر سابق پرنسپل جامع المنتظر نے ایران میں بہترین ولائتی کاغذ پر طبع کرایا۔ اور پائیدار جلد بندھوا کر ساڑھے سولہ روپے ہدیہ میں پاکستان میں پیش کیا۔ امامیہ مشن نے ان کے شریک کار مسٹر خواجہ بشیر سٹور سے ان کے حصے کا قرآنِ پاک چھ روپے فی جلد حاصل کرکے حیرت انگیز طور پر کم ہدیے میں مومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس منصوبے پر مشن کا بیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

معرّا قرآن پاک کی طباعت ہمیشہ سے معرّا قرآن پاک کی طباعت سوادِ اعظم کے ہاتھ میں تھی۔ ہماری تمنا تھی کہ امامیہ مشن یہ خدمت انجام دے چنانچہ پندرہ ہزار روپے کے خرچ سے مکتبۃ الناصر سے شراکت کی گئی اور تقریباً بیس ہزار قرآن پاک جو تین مختلف سائزوں اور نو مختلف اقسام پر مشتمل ہے بلاکوں کے ذریعے چھپوائے گئے جن میں سے تقریباً سولہ ہزار قرآن پاک ایران کو برآمد کیے گئے۔ مولانا اختر عباس صاحب مدظلہ، عنقریب پاکستان تشریف لاکر مزید تفصیلات سے آگاہ فرمائیں گے۔

فوجی بھائیوں کو تحائف کشمیر کی جنگ میں تمام اہلِ اسلام نے اپنے فوجی بھائیوں کو اپنا اپنا لٹریچر بطور تحفہ بھیجا۔ ہمارے فوجی بھائی بھی مشن کے لٹریچر کے منتظر تھے۔ چنانچہ امامیہ مشن اڑھائی صد قرآن پاک مترجمہ فرمان علی صاحب مرحوم دس ہزار پیام عمل اور پانچسو کتابچے بطور تحفہ ارسال کیے۔ قرآن پاک کے سلسلے میں جن حضرات نے ایک قرآن پاک بطور تحفہ بھیجنا چاہا

اسے مشن نے محض چار روپے میں مہیا کیا۔

پیامِ عمل

اس دوران میں "پیامِ عمل" باقاعدہ شائع ہوتا رہا۔ اور اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے نہایت صالح اور معیاری مضامین شائع کیے مناظرانہ روش اختیار کر کے عوام میں سستی مقبولیت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ٹھوس علمی مضامین شائع کیے گئے اداریے مسلسل تبلیغ دین کی اہمیت، قومی تنظیم، دینی تعلیم قومی دفاع، جہاد اور دوسرے اہم موضوعات پر لکھے گئے ہر اداریے میں متعلقہ مہینے میں ولادت یا شہادت پانے والے ائمہؑ کی سیرت کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ جنگ کے دوران صرف تین ماہ کے لیے صفحات کی تعداد بتیس کی بجائے چوبیس کر دی گئی تھی جو اب بحال کر دی گئی ہے۔ "پیامِ عمل" کی ادارت کے فرائض میرے محترم اور فاضل رفیقِ کار جناب وحید الحسن صاحب، ہاشمی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر حسینیہ ہائی سکول لاہور بہترین طریقے سے انجام دے رہے ہیں جس کے لیے میں ان کا بہت شکر گزار ہوں۔

شعبۂ شادی

یہ شعبہ ایک نہایت ضروری کام سرانجام دے رہا ہے اور اس فرض کو ہمارے محترم اور دیرینہ رفیقِ کار سید مظاہر حسین صاحب نقوی ایسی تندہی اور رازداری سے انجام دے رہے ہیں جو انہی کا حق ہے۔ ان کی کارکردگی کے باعث بہت سے مومنین کے گھر آباد ہو گئے اور انشاءاللہ ان کی نسل سے مومنین اور محبانِ اہل بیتؑ پیدا ہوتے رہیں گے جو دینِ حقہ کی بقاء اور تحفظ کے ضامن ہو سکیں گے

ان کی مفصل رپورٹ ضمیمہ ج میں ہے۔

ہفتہ وار اجتماعات

امامبارہ خواجگان نارووالی میں ہر اتوار صبح کو تشکیلِ کردار کے ہفتہ وار اجتماعات نہایت پابندیٔ وقت سے منعقد ہوتے رہے۔ جن میں علاوہ دیگر علمائے کرام جناب مفتی طیب آغا صاحب قبلہ اور مولانا سرکار علامہ حسین بخش صاحب قبلہ مدظلہ اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفید فرماتے رہے۔ مشن کے بانی اور سیکرٹری مالیات الحاج صوفی محمد انور صاحب نہ صرف نہایت تندہی اور خلوص سے اس کا انتظام و انصرام فرماتے ہیں بلکہ جملہ اخراجات کے کفیل بھی ہیں جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

شعبۂ تبلیغ

امامیہ مشن کی تحریری خدمات کے دوش بدوش شعبۂ تبلیغ کے ایثار پیشہ مخلص متدین اور بے لوث اراکین نے قریباً پچاسی مقامات پر محرم الحرام و دیگر مواقع پر ان گنت مجالس و محافل میں تقاریر کیں۔ اس سلسلے میں قابلِ ذکر چیز یہ ہے کہ راقم الحروف نے ڈھاکہ میں عشرۂ محرم پڑھا اور وہاں کے تبلیغی امکانات کا جائزہ لیا۔ مومنین نے مشن کا نہایت خندہ پیشانی سے خیر مقدم کیا اور ہر حلقے میں مشن کی خدمات کو سراہا۔

مشرقی پاکستان میں تبلیغِ دین کا نظام

مشرقی پاکستان میں تبلیغِ دین کے لیے ایک منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے جس پر اس محرم سے عمل شروع ہو جائے گا۔ وہاں مشن کی ایک مضبوط برانچ قائم کر دی گئی ہے۔ تین ٹرسٹی حضرات مشرقی پاکستان سے نامزد کرائے گئے ہیں۔ جن کے

www.khwajalateefansari.com
RekhtaDownload.com

اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں :-

۱۔ عالیجناب مہدی حسن صاحب قزلباش بالقابہ
۲۔ عالیجناب سلطان مرزا صاحب بالقابہ
۳۔ عالیجناب شیخ یوسف صاحب منکانی بالقابہ

اس کے علاوہ وہاں ایک مجلسِ مشاورت کی تشکیل دے دی گئی ہے۔ اب وہاں ہر ماہ ایک بنگالی کتابچہ شائع ہوا کرے گا جس کے لیے فنڈ مہیا کر دیے گئے ہیں اور اس طرح مشرقی پاکستان میں تبلیغِ مذہبِ شیعہ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

عطیات و سہمِ امام

ہمدردانِ مشن نے امسال بھی اپنے اپنے عطیات سے مشن کی اعانت فرمائی۔ اس سال عطیات کی صورت میں مبلغ ۳۳،۱۷،۸۲ روپے جمع ہوئے۔

دورِ حاضر کے مجتہدِ اعظم سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ مدظلہ نے مبلغ ایک لاکھ روپے تک سہمِ امام (خمس) وصول کرنے کا اجازہ مرحمت فرما رکھا ہے۔ بفضلِ ایزدی اس سال اس مد میں مبلغ ۱۷۸۶۰،۰۰ سے زائد رقم وصول ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ امامیہ مشن کے پریس اور بلڈنگ فنڈ کے منصوبے کی تکمیل کے لیے بہت زیادہ رقم وصول ہو جائے گی۔

سرپرستوں اور مربیوں میں اضافہ

ہم نے مشن کے سرپرستوں اور مربیوں میں اضافہ کرنے کی خلوصِ دل سے کوشش کی۔ اللہ پاک کا احسان ہے کہ ستمبر کی جنگ کے باعث ناخوشگوار حالات کے باوجود ہم نے کسی حد تک سرپرستوں اور مربیوں کی تعداد میں اضافہ کر ہی لیا۔ چنانچہ بائیس مربی اور دو سرپرست مزید حاصل کر لیے گئے۔ اگر حالات سازگار ہوتے تو ہم اس سے زیادہ کامیابی حاصل کرتے۔ تاہم مذکورہ قسم کے حالات میں جو کچھ ہوا اسے اطمینان بخش قرار دیا جا سکتا ہے۔

دورہ جات

نائب ناظم شعبۂ تبلیغ سید اظہار حسین صاحب مشہدی بی اے۔ بی۔ ایڈ جو کہ مخلص اور محنتی کارکن ہیں نے ملتان اور کبیر والا کا دورہ کر کے مشن کے لیے مبلغ تین ہزار تین سو روپے کی رقم فراہم کی۔ اکال گڑھ کا دورہ راقم الحروف اور مشہدی صاحب نے ایک ساتھ کیا۔ چنانچہ تقریباً ایک سو روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ چار مربی اور ۱۰ ممبرانِ خصوصی بنائے گئے۔

راقم الحروف کے دورہ ڈھاکہ سے مشن کا نام مشرقی پاکستان کے عوام کے ذہنوں پر نقش ہو چکا ہے۔ توسیعِ رکنیت کے لیے بھی کافی کام ہوا۔

مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مدظلہ نے بھی ڈھاکہ کا دورہ فرمایا۔ پانچ جلسوں سے خطاب فرمایا۔ مشن کی باقاعدہ شاخ قائم کرنے پر زور دیا۔ چنانچہ راقم الحروف اور مفتی صاحب قبلہ کے دوروں کی بدولت وہاں باقاعدہ مشن کی شاخ قائم کر دی گئی ہے۔ اس سال ستمبر کی جنگ کی وجہ سے وسیع پیمانے پر دورے نہ کیے جا سکے۔ تاہم توسیعِ رکنیت اور مالی حالات کے سلسلے میں جو کام ہوا قابلِ اطمینان ہے۔

مشن کی شاخیں

ویسے تو مشن کی شاخیں باغ آزاد کشمیر، مظفر آباد آزاد کشمیر، رحیم یار خاں، خانپور اور کراچی میں سرگرمِ عمل ہیں لیکن سب سے زیادہ کام خانپور کی برانچ نے کیا جس نے دربارِ حسینؑ (امامباڑہ) کی تکمیل کر کے مدرسے کی بنیاد رکھی ہے اور اب نہایت پاکیزہ ماحول میں دینی تعلیم دی جا رہی ہے۔ امسال گیارہ ہزار روپے کے خرچ سے چھت کی تعمیر کی گئی ہے اس کا تمام تر سہرا ہمارے نوجوان اور انتھک کارکن سید اختر حسینؑ صاحب جعفری کے سر ہے۔ چوہدری غلام رضا صاحب اور دوسرے کارکن بھی قابلِ صد ستائش ہیں۔

حسینی فنڈ

اس مد میں ۶۸،۴۵۳ روپے وصول ہوئے اور حسینی فنڈ ارسال کرنے والوں کو نو سو روپے سے زائد کا لٹریچر ارسال کیا گیا۔ اس طرح تبلیغ دین کا اہم فریضہ انجام دیا گیا۔

دفتر کا نظام

مشن کے دفتری عملہ کے قواعد و ضوابط بسلسلہ ملازمت واضح نہ تھے، چنانچہ میں اپنے فاضل رفیقِ کار جناب محمد حسین صاحب زیدی کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ملازمت کے قواعد کو باقاعدہ مرتب فرمایا۔ اس طرح ملازمین کے لیے کافی بہتر حالات پیدا کرنے کی طرف ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا۔ ان قواعد کی بدولت اب ملازمین دلجمعی سے کام کریں گے۔ چونکہ اب انھیں پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ کی سہولتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ راقم الحروف زیدی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ انھوں نے دفتری نظام بہتر بنانے کے لیے اپنے مفید مشوروں اور خدمات سے سرفراز فرمایا۔

ہماری کوتاہیاں

ناانصافی ہوگی اگر اپنی کارگزاریاں تو پیش کی جائیں اور کوتاہیوں کو پردۂ اخفا میں رکھا جائے۔

ہمیں اعتراف ہے کہ اسلامک پرنٹنگ پریس لگانے کے سلسلے میں ہم گورنمنٹ سے آٹھ ہزار پونڈ قرض لینے میں ناکام ہو گئے چونکہ ایسے معاملات میں بعض امور اس قسم کے ہوتے ہیں جن کا انجام دینا ایک قومی ادارے کے بس کا روگ نہیں۔

دینیات کی تعلیم کے سلسلے میں ہم نے پہلے سالوں کی طرح امسال بھی درسی کتابوں پر تبصرہ کیا، نیز وزیرِ تعلیم، سیکرٹری محکمۂ تعلیم اور متعلقہ افسران سے متعدد مرتبہ ملاقات کی، لیکن آج تک ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ چونکہ ہماری جدوجہد محض علمی اور اخلاقی دائرے تک ہے۔ جو شائد حکومت کو متاثر کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ بہرحال ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ دعا فرمائیں کہ ہمیں کامیابی نصیب ہو۔

ہماری انتہائی کوششوں کے باوجود شعبۂ تبلیغ سے ہمارے متعدد احباب کنارہ کشی اختیار کرتے جاتے ہیں جس کی وجہ محض یہ ہے کہ ہم ان کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے اور قوم کے افراد ایسے حضرات کو بھی جو باقاعدہ خدمت کے کام کرنے پر آمادہ ہوں کرنے نہیں دیتے۔

ستمبر کی جنگ کی وجہ سے جس طرح اور کاروبار متاثر ہوئے ہمارا ادارہ بھی متاثر ہوا۔ ستمبر سے دسمبر تک

وسیع رکنیت بالکل نہ ہوسکی اور اب بھی رفتار تسلی بخش نہیں
جس کے لیے ہم آپ سے امداد کے طالب ہیں۔

ہمارے دو مخلص دوست اور کارکن سید ابرار حسین
صاحب جعفری اور علی غضنفر صاحب رضوی نے اپنا نجی ادارہ
مکتبہ تعمیرِ ادب اور رسالہ "المنتظر" جاری کر دیا ہے
اور اس طرح مشن ان کی خصوصی خدمات اور توجہ سے
محروم ہو گیا ہے۔

حرفِ آخر

آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے مقاصد کا
ابھی عشرِ عشیر بھی پورا نہیں ہوا۔ یعنی ابھی تو
صرف پاؤں رکھنے کے لیے جگہ ملی ہے لیکن ابھی پاؤں پوری
طرح جم نہیں سکے۔ غیر ممالک کا تو ذکر ہی کیا خود ہمارے
ملک میں وادیٔ کاغان، دیر، چترال، کافرستان، اور
بے شمار دوسرے علاقے ہیں جہاں ابھی تک لوگ محمدؐ و آلِ محمدؐ
کے پیغام سے کماحقہٗ واقف نہیں ہیں۔ بس ہمیں اپنی سعی
کو تیز تر کرنا ہے۔ اس سلسلے میں بے موقع نہ ہوگا اگر میں یہ
عرض کروں کہ ٹرسٹ نے ایک معاونِ خصوصی کی اسکیم منظور
کی ہے، ایسے تمام حضرات اپنے چندہ سے علاوہ پانچ روپے
مشن کی تعمیری اور تبلیغی سرگرمیوں کے لیے عطا فرمائیں گے
آپ اس سلسلے میں بھی پوری کوشش فرمائیں۔

آخر میں اپنے تمام احباب، کارکنان اور عملۂ دفتر کا
شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ دامے، درمے
سخنے، قدمے تعاون فرمایا۔ والسلام

خادمِ ملت:۔

محمد صادق قریشی مینجنگ ٹرسٹی امامیہ مشن

ضمیمہ الف

۱۔ تہذیبِ دعا۔
۲۔ انگلش کتابچہ۔
۳۔ شیعیت کا تعارف۔ سندھی
۴۔ گجراتی رسالہ
۵۔ منازلِ آلام۔
۶۔ [illegible] کی عداوت اسلام۔ مختصر تاریخ۔ سید علی نقی النقوی صاحب
۷۔ شہیدِ کربلا کے خاندانی خصوصیات۔
۸۔ حسینؑ شہید۔ علامہ سید اختر علی صاحب
۹۔ عباسِؑ وفا شعار۔ پروفیسر خواجہ محمد لطیف انصاری
۱۰۔ اصولِ دین و قرآن۔ سید علی نقی النقوی صاحب
۱۱۔ [illegible] ۶۲ء [illegible]۔ اے۔ ایچ جعفری
۱۲۔ حدیثِ حوض۔ سید علی نقی النقوی صاحب
۱۳۔ تجلیاتِ باب و بہا۔ میرزا احمد علی صاحب
۱۴۔ خلافتِ یزید کے متعلق رائیں۔ سید علی نقی النقوی صاحب
۱۵۔ حسینی اقدام کا پہلا قدم۔
۱۶۔ کتابِ انسانیت کے گم شدہ اوراق۔ رضی الدین حیدر ایم اے
۱۷۔ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک سیاہ ورق۔ صبغۃ اللہ صاحب
۱۸۔ کفرِ یزید۔ سید شاہ محمد قائم رضوی چشتی نظامی
۱۹۔ حسینؑ کی شخصیت۔ علامہ علاء الدین صدیقی
۲۰۔ امام حسینؑ اور سنتِ رسولؐ۔ سید فیض الحسن شاہ صاحب
۲۱۔ سجدہ گاہ۔ الحاج سبط الحسن صاحب قبلہ
۲۲۔ صلحِ امام حسنؑ۔ شیخ محمد شریف صاحب
۲۳۔ علی مولاؑ۔ خواجہ حسن ثانی نظامی

۲۴ حضرت علی اور مزدوری - ایم اے سعود کشمیری ایم اے
۲۵ سوراثت شیعہ بوگیان - مرزا احمد علی صاحب
۲۶ خطبۂ مولفۃ - السید آغا اشہر لکھنوی ایم اے
۲۷ جنتری ۱۹۶۵ء - اے - ایچ - جعفری
۲۸ - کتب آسمانی اور حدیث - ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسین صاحب
۲۹ - اگر واقعہ کربلا نہ ہوتا تو - - محترمہ رجب خاتون صاحبہ ایم اے
۳۰ - مذہب شیعہ اور تبلیغ - سید علی نقی النقوی صاحب
۲ - حرمین شریفین - الحاج سید محمد عباس صاحب
۳۲ - سیدنا امام حسین علیہ السلام - مسعود کشمیری ایم اے
۳۳ - کیا مذہب مانع ترقی ہے؟ شیخ محمد شریف صاحب ایم اے
۳۴ - خونِ شہادت کی پکار - مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم
۳۵ تبصرہ بر تاریخ اسلام - خطیبِ اعظم مولانا سید محمد دہلوی
۳۶ - عید غدیر - آغا محمد سلطان مرزا دہلوی
۳۷ - عیدِ مباہلہ - علامہ سید علی الحائری اعلی اللہ مقامہ

ضمیمہ ب

۱ - تاریخ حسن مجتبیٰ - صفحات ۵۶۰ قیمت ۸ روپے -
مصنفہ - پروفیسر خواجہ محمد لطیف انصاری صاحب
۲ - کربلا کی شیر دل خاتون - ۲۳۶ صفحات قیمت تین روپے
مصنفہ - ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی مصری
۳ - ترغیب الصلوٰۃ - ۸۰ صفحات قیمت ۵۰ پیسے
مصنفہ - مولانا سید ولی حیدر صاحب نقوی -
۴ - رہنمائے حجاج - ۲۲۴ صفحات قیمت ۲۵ء۱ روپیہ
مصنفہ مولانا سید منظور حسین صاحب نقوی مدظلہ -

زیر طبع کتب

۱ - دینِ حق -
۲ - دین و اسلام
۳ - ذکرِ العباسؑ
۴ - اسوۃ الرسولؐ
۵ - ہابیل و قابیل
۶ - نور الثقلین
۷ - گنجِ حقائق
۸ - اہلسنت اور خلافتِ معاویہ و یزید - دوسرا ایڈیشن
۹ - دینیات حصہ سوم - "
۱۰ - دینیات حصہ چہارم "
۱۱ - دینیات حصہ پنجم "
۱۲ - دعائے نور، دعائے کمیل، دعائے مشلول
۱۳ - حدیثِ قدسی - حدیثِ کساء

ضمیمہ ج شعبۂ شادی

امامیہ مشن پاکستان (ٹرسٹ) نے جنوری ۱۹۵۸ء میں تجرباتی طور پر اس شعبہ کو قائم کیا تھا - لیکن اسکی افادیت و اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اس مدت میں توسیع ہوتی جا رہی ہے - ضرورتمند شرفاء انتہائی رازداری کے ساتھ اس شعبہ کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں شعبہ ہذا ایک سو سے زائد خاندانوں کا آپس میں رابطہ قائم کرانے کی خدمات انجام دے چکا ہے اور وہ تمام کے تمام خوشگوار زندگی گزار رہے ہیں - امسال بھی اس شعبہ کے ذریعے چودہ رشتے طے ہوئے ہیں - دس حضرات

نے ایک دوسرے کے کوائف منظور کر لیے ہیں اور چالیس حضرات سے خط وکتابت جاری ہے۔

تجاویز

ا - میٹنگ ٹرسٹی پروفیسر محمد صادق قریشی نے جب مشن کی سالانہ رپورٹ ختم کی تو صدرِ محترم نے ارکان مجلسِ مشاورت سے ان کی رائیں طلب کیں۔ سید علی غضنفر صاحب رضوی نے فرمایا کہ مبلغین امامیہ مشن میں جو بے چینی کے آثار پائے جاتے ہیں ان کے اسباب دور رس ہیں۔ بحث وتمحیص کے بعد طے پایا کہ ان اسباب کو معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک سب کمیٹی تشکیل کی جائے جو اپنی رپورٹ جلد از جلد پیش کرے:-

سب کمیٹی کے ممبر:-

۱- الحاج شیخ صوفی محمد انور صاحب
۲- سید محمد تقی صاحب کاظمی
۳- ملک ممتاز حسین صاحب ایڈووکیٹ
۴- سید مظاہر حسین صاحب نقوی
۵- سید علی غضنفر صاحب رضوی

ب - ڈمی گھر کی تعمیر کے لیے جو نقشہ بنایا گیا ہے اس کے متعلق طے پایا کہ "پیامِ عمل" کے ذریعے رائے عامہ حاصل کی جائے اور اس سلسلے میں چند ماہرین سے بھی رجوع کیا جائے۔

ج - دستور العمل کے متعلق طے پایا کہ آئندہ میٹنگ میں مجلسِ مشاورت کے جملہ ممبر اپنی اپنی زریں آراء سے ادارہ کو مطلع فرمائیں۔

د - ملک ممتاز حسین صاحب ایڈووکیٹ نے تجویز پیش کی کہ امامیہ مشن پاکستان کا لٹریچر اور معیاری ہونا چاہیے۔ تمام حاضرین نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور طے پایا کہ آئندہ فقہ سے متعلق جو بھی کتاب شائع کی جائے اس پر علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ ضرور نظرِ ثانی فرمالیا کریں۔

ھ - یہ بھی طے پایا کہ لوکل سیکرٹری حضرات سے رابطہ قائم کیا جائے تاکہ امامیہ مشن کی رکنیت میں مزید اضافہ ہو۔

بلڈنگ فنڈ

حسب ذیل اصحاب نے بلڈنگ فنڈ میں عطیات ارسال فرمائے ہیں۔ جزاکم اللہ

۱- سید شفقت کاظمی صاحب ڈیرہ غازی خاں	۲۵ روپے
۲- سید غلام رضا صاحب ڈیرہ غازیخاں	۱۶
۳- سیف اللہ جکانی صاحب مربی ۵۸۳ ڈیرہ غازیخاں	۴۳
۴- محمد علی آر رجانی صاحب کراچی	۱۰
۵- سید محمد کونین حیدر صاحب رضوی مربی ۵۶۴ لاڑکانہ	۵
۶- سید وارث علی صاحب زیدی سرپرست ۲۶ خیرپور	۵۰
۷- سید محمد زائر رضوی صاحب مربی ۶۳۵ پشاور	۱۰۰
۸- مہدی حسن قزلباش صاحب ٹرسٹی مشن ڈھاکہ	۳۰
۹- سید ضیغم عباس شمسی صاحب لوکل سیکریٹری لاہور	۵۵
۱۰- سید اعجاز علی صاحب بی-اے-بی-ایڈ لاہور	۱۲
۱۱- سید ذاکر حسین عابدی صاحب راولپنڈی	۱
۱۲- مختلف مومنین بذریعہ بابو غلام علی خمگیر جہلم	۵
۱۳- تراب علی نیازی صاحب خیرپور	۵

مکتبۂ امامیہ کے چند منتخب و نایاب تحفے

رہنمائے حجاج

حجۃ الاسلام اعلم دوراں جناب آیۃ اللہ سرکار آقای سید محسن حکیم مدظلہٗ کے فتاویٰ کے مطابق مولانا سید منظور حسین صاحب قبلہ نقوی نے یہ کتاب تالیف کی ہے اور امامیہ مشن پاکستان نے اسے بڑے اہتمام سے پاکٹ سائز پر شائع کیا ہے۔ حج کے موضوع پر یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے۔ جو حضرات نعمتِ حج سے متمتع ہونا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب بحد مفید ہے۔

قیمت ۱٫۵۰ روپیہ صرف

اسوۂ حسینی

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی کی تصنیف ہے جس میں اسوۂ حسینی کے ہمہ گیر پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے تحریر کیف آور، نہایت وقیع پیش کش، ایسی کتابیں ان لوگوں کے زیرِ مطالعہ ہونی چاہئیں جنھیں واقعات کا بالکل علم نہ ہو اور وہ صدیوں سے گمراہ کیے گئے ہوں۔ اسوۂ حسینی ایسے لوگوں کو چشمِ بصیرت کے لیے سرمہ کا کام دے گی۔ ضخامت ۴۴ صفحات۔ گردپوش سہ رنگا، مضبوط جلد، قیمت سوا دو روپے۔

رہنمایانِ اسلام

چہاردہ معصومین علیہم السلام کے مختصر حالاتِ زندگی۔ خوبصورت گردپوش مضبوط جلد صفحات ۲۲۴۔ قیمت مجلّد دو روپے صرف

زندگی کا حکیمانہ تصور

تصنیف سید العلماء مدظلہ العالی اس کتاب میں حقیقتِ انسانیہ، مقصدِ زندگی، ادیانِ عالم پر اسلام کی برتری اور اسلامی تعلیمات ایسے موضوعات پر حکیمانہ نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ توحید، نبوت، امامت وغیرہ کے مسائل معقولات سے حل کیے گئے ہیں۔ ایک بےمثال پیش کش، جسے ایک بار پڑھنے کے بعد آپ نہ صرف خود محظوظ ہوں گے بلکہ اپنے حلقۂ اثر میں بھی اس کے مطالعہ کی سفارش کریں گے۔ سنجیدہ افراد کا اصرار ہے کہ اس کا ترجمہ دوسری زندہ زبانوں میں بھی جلد از جلد شائع کریں۔ یہ کتاب آپکے کتب خانہ کی زینت اور علمی قابلیت میں اضافہ کرے گی۔ ضخامت ۱۸۰ صفحات سائز $\frac{22 \times 18}{8}$۔ جلد مضبوط، قیمت سوا دو روپے۔

ترغیب الصلوٰۃ

مولانا سید ولی حیدر صاحب امروہوی کا "رسالہ نماز" ہم نے ترغیب الصلوٰۃ کے نام سے شائع کیا ہے جس میں نماز کے تمام مسائل بڑی تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ دیگر اعمال اور مسائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب پر مولانا سید قائم علی صاحب قائمی نے نظرِ ثانی فرمائی ہے جس سے اسکی قدر و قیمت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ قیمت ۵۰ پیسے صرف

مکتبۂ امامیہ پاک نگر، اکرم روڈ، لاہور

اطلاعات

محرم الحرام کے موقعہ پر تبلیغی لٹریچر

انگریزی - بنگالی - سندھی - گجراتی اور پشتو زبانوں میں لٹریچر تیار ہے - جو حضرات محرّم پر یہ لٹریچر مفت تقسیم کرنا چاہیں - انہیں نصف قیمت پر (بعد منہائے ڈاک خرچ) مہیا کیا جائیگا جلد از جلد دفتر سے رابطہ قائم کریں -

سرپرست حضرات

سب ذیل حضرات نے امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کا سرپرست ہونا قبول فرمایا ہے :- جزاکم اللہ -

محرک :- پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی منیجنگ ٹرسٹی لاہور

١- ایم - اے - کے ملک افریقہ - سرپرست ۲ ؎

مربّی حضرات

درج ذیل حضرات نے امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ کا مربی ہونا قبول فرما کر ناصرینِ آلِ محمدؐ کی سنہری فہرست میں شمولیت فرمائی ہے - اللہ رب العزت انھیں جزائے خیر عطا کرے :-

محرک :- رحمت علی رضوی اکاؤنٹنٹ امامیہ مشن لاہور

١- سید سعید عباس صاحب باقری راولپنڈی - مربی ؎ ٦٧٣

٢- سید شاہ غلام علی صاحب بخاری ملتان مربی ؎ ٦٧٨

محرک :- سید زین العابدین صاحب مبلغ مشن

١- سید مسلم حسین صاحب کبیر والہ ملتان - مربی ؎ ٦٧٤

محرک :- سید غلام مرتضیٰ صاحب ترمذی لوکل سیکریٹری مشن کبیر والہ

١- سید دلشاد حسین صاحب بی - اے کبیر والہ ملتان مربی ؎ ٦٧٥

محرک :- پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی ایم - اے

١- سید سرفراز علی صاحب منٹگمری مربّی ؎ ٦٧٦

٢- سید سجاد حیدر انگیز یکٹیو انجینئر منٹگمری مربی ؎ ٦٧٩

محرک :- ڈاکٹر سجاد حسین صاحب فریخ - ملتان

١- لفٹیننٹ سید اسلام حسین صاحب نقوی پاک آرمی مربی ؎ ٦٧٧

محرک :- سید زاہد حسین صاحب لفٹیننٹ کرنل مربی ؎ ٦٧٢ بہاولپور

١- سید محمد علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس بہاولپور مربی ؎ ٦٨٠

محرک :- خود

١- سید عجائب علی شاہ صاحب کراچی - مربی ؎ ٦٨١

سالانہ چندہ

٣١ مارچ کو آپ حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے - اس لئے نئے سال کا چندہ جلد از جلد بہ تفصیل ذیل ارسال فرما دیں -

معاونِ خصوصی	دس روپیہ
ممبر خصوصی	پانچ روپیہ

www.khwajafateefansari.com

نوٹ:- جن حضرات نے ۳۱ مارچ سے پہلے پہلے چندہ بھیج دیا ہے۔ اُن میں سے بعض حضرات نے ممبری نمبر تحریر نہیں کیا۔ اور بعض حضرات نے ممبری نمبر اور پتہ کوپن پر درج نہیں کیا جس کی وجہ سے بہت دقت درپیش ہے

توسیعِ رکنیت کا زرّیں سلسلہ

۱۔ پروفیسر محمد صادق صاحب قریشی ایم اے لاہور ۶
۲۔ غلام مرتضیٰ صاحب ترمذی لوکل سیکرٹری کبیر والہ ۳
۳۔ الحاج صوفی محمد انور صاحب ٹرسٹی لاہور ۶
۴۔ سید اظہار حسین صاحب مشہدی مبلغ مشن لاہور ۱
۵۔ ایس ایم جمیل صاحب ممبری نمبر ۱۲۰۶۷ ۱
۶۔ سید بنیاد حسین صاحب کراچی ۱
۷۔ سید محمد شفیع صاحب کاظمی لوکل سیکرٹری بہاولپور ۱
۸۔ سید محمد کونین حیدر صاحب رضوی مربی نمبر ۵۶۲ لاڑکانہ ۱
۹۔ سید اقبال حسین صاحب پی۔ ای۔ ایس لاہور ۱
۱۰۔ حکیم سید محمد وصی حیدر صاحب زیدی ہانگورجہ ۱
۱۱۔ سید مہدی حسن صاحب نقوی ڈیرہ غازی خاں ۱
۱۲۔ ڈاکٹر سجاد حسین صاحب شیخ ملتان ۱
۱۳۔ ماسٹر عاشق حسین صاحب رضوی لاہور ۲
۱۴۔ سید رحمت علی رضوی اکاؤنٹنٹ مشن لاہور ۸
۱۵۔ غلام شبیر صاحب ممبری نمبر ۴۴۴ جھنگ ۱
۱۶۔ نذر حسین صاحب بہاولپور ۱
۱۷۔ سید محمد نقی صاحب کاظمی لاہور ۱
۱۸۔ سید وارث علی صاحب زیدی سرپرست نمبر ۲۶ ۱
۱۹۔ سید غلام حسن صاحب نقوی مربی نمبر ۵۹۸ لاہور ۱
۲۰۔ سید تنبیر الحسن صاحب رضوی سکھر ۱
۲۱۔ سید ریاض حسین صاحب گیلانی، خان گڑھ ۱
۲۲۔ لیفٹیننٹ کرنل سید زاہد حسین صاحب مربی نمبر ۲۶۴ بہاولپور ۲
۲۳۔ سید احمد علی صاحب میانوالی ۱
۲۴۔ امیر محمد خاں صاحب راولپنڈی ۱
۲۵۔ الطاف حسین صاحب ہاشمی سانگھڑ ۱
۲۶۔ سید محمد حسین صاحب گوجرانوالہ ۱
۲۷۔ محمد حسین صاحب عاصم روہڑی ۱
۲۸۔ منظر علی صاحب جعفری سرگودھا ۱
۲۹۔ مہدی حسن صاحب قزلباش ڈھاکہ ۵
۳۰۔ سید نصیب علی شاہ صاحب شیرازی لائلپور ۱
۳۱۔ سید اقبال حسین صاحب زیدی گوجرانوالہ ۱
۳۲۔ چوہدری محمد صابر صاحب راولپنڈی ۱
۳۳۔ سید جمیل حسین صاحب رضوی کراچی ۱
۳۴۔ سید کاظم حسین صاحب کوٹلی آزاد کشمیر ۲
۳۵۔ ملک احمد حسن صاحب لاہور ۱
۳۶۔ سید احمد حسین صاحب جعفری سکھر ۲

حسینی فنڈ

۱۔ نور حسین صاحب کلرک بنوں ۱۰
۲۔ عبدالجلیل صاحب لاہوری لاڑکانہ ۳
۳۔ سید مقبول حسین صاحب موسوی تھرپارکر ۱۰

عطیات

۱۔ سید سعید عباس صاحب باقری راولپنڈی ۱۰

۲۔ سید اختر علی شاہ لاہور — ۱۰ روپے
۳۔ مرتضیٰ حسین صاحب ڈھاکہ — ۲۰ "
۴۔ چوہدری غلام محمد صاحب بہاولپور — ۵ "
۵۔ کرامت حسین صاحب بہاولپور — ۵ "
۶۔ سردار علی صاحب لاہور — ۵ "
۷۔ نصرت حسین صاحب ڈھاکہ — ۵ "
۸۔ سید فضل حق صاحب رضوی رئیس لیہ (عطیہ برائے فرنیچر) — ۵۰ "
۹۔ سید نصیر احمد صاحب ہمدانی بہاولپور — ۵ "
۱۰۔ سید یاور حسین صاحب بہاولپور — ۵ "
۱۱۔ ڈاکٹر محمد علی افضل صاحب سرگودھا — ۵ "

سہمِ امامؑ

۱۔ سید زوار حیدر صاحب نقوی راولپنڈی — ۲۵ روپے
۲۔ سید جعفر حسینؒ صاحب لاہور — ۱۴ "
۳۔ ظہور حسین صاحب جھنگ — ۲۰ "
۴۔ سید محمد موسیٰ صاحب سکواڈرن لیڈر پشاور — ۲۰۱ "
۵۔ محترمہ سیدہ سلیمان فاطمہ صاحبہ جھنگ — ۵ "
۶۔ سید وراثت حسین صاحب نقوی ایڈووکیٹ لاہور — ۵۰ "
۷۔ سید اعجاز علی صاحب ٹیچر لاہور — ۱۱۰ "
۸۔ سید محمد حسین صاحب نقوی راولپنڈی — ۱۵۳۶۷۲ "
۹۔ سید جعفر عباس صاحب زیدی لاہور — ۱۴ "
۱۰۔ فقیر حسین صاحب بہاولپور — ۱۰ "
۱۱۔ مرزا حشمت حسین صاحب پروپرائیٹر اعجاز ٹیکسٹائل ملز گوجرانوالہ — ۲۰۰۰ "
۱۲۔ سید نور محمد صاحب لاہور — ۵۰ "
۱۳۔ سید وصال حسین صاحب لاہور — ۵۳ء۵۰ روپے
۱۴۔ نیاض حسین صاحب جعفری بی اے جہلم — ۵ "
۱۵۔ سید احمد علی صاحب کاظمی لاہور — ۲ "
۱۶۔ اقبال احمد صاحب جہلم — ۲۵ "
۱۷۔ سید کاظم حسین صاحب کاظمی گوجرانوالہ — ۴۵ "
۱۸۔ سید فضل حسین صاحب نجفی ڈیرہ غازیخاں — ۴ "
۱۹۔ محترمہ کنیز حسین صاحبہ سرگودھا — ۱۰۰۰ "
۲۰۔ محمد نذیر خاں صاحب ملنگ حیدری کراچی — ۷۰ "
۲۱۔ محمد نصیر صاحب لاہور — ۷۶۲ "
۲۲۔ علی نقی صاحب معرفت سید احمد علی کاظمی لاہور — ۲۶ء۵۰ "
۲۳۔ محمد علی افضل صاحب ہومیو پیتھی سرگودھا — ۳۰ "
۲۴۔ سید واجد علی شاہ صاحب جعفری سیالکوٹ — ۵۰ "
۲۵۔ شیخ حشمت علی صاحب مبلغ مشن لاہور — ۱۰ "
۲۶۔ محمد شریف صاحب جعفری ہنڈی بھٹیاں گوجرانوالہ — ۲۰۰ "
۲۷۔ ایک مرد مومن بذریعہ رسید ۵۶۲ گوجرانوالہ — ۵۰۰ "
۲۸۔ الحاج غلام حیدر صاحب مرزا مربی مشن لاہور — ۲۵۰ "
۲۹۔ محترمہ اقبال صاحب منٹگمری — ۱۷ "
۳۰۔ سید ابن حسن صاحب ترمذی سپرنٹنڈنٹ گوجرانوالہ — ۱۰۰۰ "
۳۱۔ سب محب اصغر صاحب ایم اے لاہور — ۷ء۶۵ "
۳۲۔ سید ممتاز علی، ضمیر علی، سید اعجاز علی صاحبان برزال سیالکوٹ — ۱۹۲۵ "
۳۳۔ احمد علی صاحب صدیقی ملتان صدر — ۱۰۰ "

"اسلامی تعلیم کا کامل نمونہ" بقیہ صـ ۲۲

مجھے معاف کردو کہ مجھ سے تیرا حق ادا نہ ہوسکا۔ اللہ اللہ فرزندِ رسول کا اپنی والدہ کی کنیز کے ساتھ ایسے نازک وقت یہ برتاؤ، کیا اس سے بہتر فرض شناسی کی مثال دنیا میں مل سکتی ہے؟ آئیے ہم بھی عہد کریں کہ ہم فرض شناس انسان بنکر رہیں۔

اجازہ سہمِ امامؑ

کار آیت اللہ العظمےٰ آقائے محسن حکیم طباطبائی مدظلہ العالی مجتہدِ اعظم نجفِ اشرف (عراق)

ہ مشن پاکستان لاہور کی اعانت خمس سہمِ امامؑ سے بھی کی جاسکتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ولہ الحمد

جناب مستطاب مروج الاسلام آقائے سید ابرار حسین شیرازی ۔ مدیر مجلہ پیام عمل امامیہ مشن پاکستان لاہور ۔

سلام مسنون کے بعد ۔ آپ مبلغ ایک لاکھ روپے پاکستانی بابت سہم امام علیہ السلام بتدریج حاصل کرنے کے مجاز ہیں ۔ اور اسکی رسید ہم سے حاصل کرکے صاحبانِ رقوم تک پہنچا دیں ۔ اور اس رقم کو آپ شرع مقدس اور مذہب حقہ شیعہ کی ترویج مبلغین اور تبلیغی کتب پر صرف کریں ۔ ہم خداوند متعال سے امامیہ مشن پاکستان کے شرعی مقاصد کے انجام دینے کے لئے توفیقات و تائیداتِ الٰہیہ کے خواستگار ہیں ۔ کیونکہ دورِ حاضر میں دینِ حق کی ترویج بہت ضروری ہے بلکہ واجبات میں بہت زیادہ اہم و ضروری ہے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حضرت ولیِ عصر ارواحنا لہ الفدا اپنی نظرِ عاطفت سے اس ادارے کی امداد فرمائیں گے ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

دستخط و مہر مبارک محسن الحکیم طباطبائی

۱۰ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وله الحمد

[مس]تطاب مروج الاسلام آقای سید ابرار حسین شیرازی

مدیر مجله پیام عمل امامیه میشن پاکستان لاهور

[بعـ]د ابلاغ سلام، جنابعالی مجاز می باشید تا مبلغ یکصد هزار

[روپیه] پاکستانی بابت سهم مبارک امام علیه السلام تدریجاً

[اخذ] نمائید و رسید از ایشان گرفته بصاحبان

[وجوه] برسانید و این مبلغ را در ترویج شرع مقدس و مذهب

[حقه تـ]شیع و مبلغین و کتب تبلیغی بمصرف برسانید و از

[خدا]وند متعال توفیقات و تأییدات و پیشرفت مقاصد

[مقد]سه امامیه میشن را خواستار می باشیم زیرا ترویج

[دیـ]ن در این عصر حاضر بسیار لازم بلکه از الزم واجبات

[مـ]ی باشد و انشاء الله تعالی حضرت ولی عصر ارواحنا فداه

[را] از نظر خود باین موسسه کمک خواهند نمود والسلام علیکم

ورحمة الله وبرکاته

محسن الطباطبائی الحکیم

۱۳۸۱

۲۴/۸

ترسیلِ زر کا پتہ

امامیہ مشن پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور ۲

ELEVATION
PLINTH LEVEL
GROUND LEVEL